ماہنامہ
احمدیہ گزٹ
کینیڈا
اپریل 2014ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”مجالس شوریٰ خلافت کے بعد جماعت احمدیہ میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ خلافت اور شوریٰ یہ دو مضمون ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دینی نظام کی جان ان دو چیزوں میں ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰-۴-۱۹۹۳ بمقام لندن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نمائندگانِ شوریٰ کے لئے ایک اہم نصیحت

میں آخر پر سب سے اہم بات یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کا ہر عمل اور ہر مشورہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، مختصراً میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے، تقویٰ کے پیش نظر ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے مشورہ دیں کہ اے اللہ! ہم تو ہر علم کا مکمل احاطہ کئے ہوئے نہیں ہیں، تُو ہی ہماری مدد فرما اور ہماری صحیح رہنمائی فرما۔ تیرے نام پر، تیرے دین کی سربلندی کی خاطر، تیرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی خاطر، ان کی لائی ہوئی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کی خاطر، تیرے مسیح و مہدی نے ہمیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا ہے اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مشورہ کی خاطر خلیفۂ وقت نے ہمیں بلایا ہے، تُو ہمیں توفیق دے کہ صحیح مشورہ دے سکیں۔ ہماری ذات کی کوئی ملونی بیچ میں نہ ہو اور خالصتاً ہم تیری خاطر مشورہ دینے والے ہوں۔ صحیح راستے سمجھانے والا بھی تُو ہے اور ذہنوں کو کھولنے والا بھی تُو ہے، تُو ہماری مدد فرما اور ہمیں اس مرحلے سے تقویٰ پر چلتے ہوئے گزار۔

اگر اس سوچ کے ساتھ مجالس میں بیٹھیں گے اور مشورے دیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ بہت مدد فرمائے گا اور صحیح راستے بھی سمجھائے گا اور ایسی مجالس کی برکات سے بھی آپ فیض یاب ہوں گے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9 مارچ 2007ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

اپریل 2014ء جلد نمبر 43 شمارہ 4

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خلاصہ	4
☆	عائلی زندگی سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زرّیں ارشادات	5
☆	شوریٰ اور نظام خلافت کا باہمی تعلق از مکرم مولانا طارق محمود بلوچ صاحب	6
☆	میرا گھر میری جنت از مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	11
☆	محبت الٰہی اور اس کے حصول کے ذرائع از مکرم مولانا مظفر احمد درانی صاحب	13
☆	نقد و نظر : خصوصی کمیٹی میں کیا گزری ؟ از مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب مبصر مکرم محمود احمد ملک صاحب	16
☆	ہفت بند مظہر در بیان مظالم 1974ء از حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈوکیٹ	20
☆	کبھی وہ خاک بن کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے از مکرم انصر رضا صاحب	24
☆	جماعت احمدیہ کینیڈا کی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں از محمد آصف منہاس	26
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	32
☆	تصاویر: بشیر ناصر، اسد سعید، عطاء القدوس طاہر اور بعض دوسرے	

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

آصف منہاس، مسعود ناصر، فوزیہ بٹ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَہُمۡ ۚ وَلَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ ۪ فَاعۡفُ عَنۡہُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ وَشَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ o

(سورة آل عمران 160:3)

۱۶۰۔ پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گِرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

نوٹ: اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نرم دل ہونے کا ذکر ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا : بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبة 128:9)۔ دوسرے قطعیت سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی حرص کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھے نہیں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر دنیا جہان کا خزانہ ان پر خرچ کرتے تو وہ ہرگز پروانوں کی طرح اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے۔ اس کے باوجود یہ فرمایا گیا کہ اہم معاملات میں ان سے مشورہ بھی کر لیا کر لیکن فیصلہ تیرا ہوگا اور ضروری نہیں کہ ان کا مشورہ مانا جائے۔ اور جب تُو فیصلہ کرے تو اللہ پر توکل رکھ کہ وہ تیرا مددگار ہوگا۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ قَالَ: قُلۡتُ: یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ! اَلۡاَمۡرُ یَنۡزِلُ بِنَا بَعۡدَکَ لَمۡ یَنۡزِلۡ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ وَلَمۡ یُسۡمَعۡ مِنۡکَ فِیۡہِ شَیۡئٌ، قَالَ، اِجۡمَعُوۡا لَہُ الۡعَابِدِیۡنَ مِنۡ اُمَّتِیۡ وَاجۡعَلُوۡہُ بَیۡنَکُمۡ شُوۡرٰی وَلَا تَقۡضُوۡا بِرَاۡیٍ وَاحِدٍ

(در منثور ۔ صفحہ 10/6 و اعلام الموقعین لابن قیم ۔ صفحہ 54/1)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! بعض اوقات ایسا معاملہ سامنے آجاتا ہے جس کے بارہ میں نہ قرآن کریم میں کوئی تصریح ملتی ہے اور نہ آپؐ کی کسی سنت کا علم ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اصحاب علم اور سمجھ دار لوگوں کو بلاؤ اور معاملہ ان کے سامنے مشورہ کی غرض سے پیش کرو۔ اکیلے صرف اپنی رائے سے کوئی فیصلہ نہ کرو۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے

اللہ جَلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (سورة الانفال 30:8) وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (سورة الحدید 29:57) یعنی اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں نور ہوگا۔ تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 177-178)

خلاصہ خطبہ جمعہ

باہمی رواداری اور مذہبی آزادی کی اعلیٰ قدروں کی پہچان کے لئے مذاہب عالم امن کانفرنس برطانیہ کے احوال، حضور کا خطاب اور مہمانوں کے خیالات

خدا تعالیٰ کی باتیں پرانے قصے نہیں بلکہ وہ آج بھی زندہ ہے اور اپنے نیک بندوں سے بولتا اور نشان دکھاتا ہے

امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطاب میں یہ ثابت کیا کہ اسلام اور قرآنی تعلیمات شدت پسندی کی بجائے قیام امن پر زور دیتی ہیں۔ تاثرات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2014ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تین ہفتے پہلے جماعت احمدیہ یوکے نے برطانیہ میں جماعت کے سو سال مکمل ہونے پر ایک بین المذاہب کانفرنس منعقد کی جس کی جماعت نے میزبانی کی اور اس کے علاوہ یہودی، عیسائی، بدھ مت، ہندومت، زرتشتی، سکھ ازم اور بہائی وغیرہ کی نمائندگی تھی۔ اسی طرح بعض سیاستدانوں اور ہیومن رائٹس والوں کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔ یہ تقریب یہاں کے سب سے پرانے اور روایتی گلڈ ہال میں منعقد ہوئی۔ ایم ٹی اے پر بھی یہ پروگرام دکھایا گیا تھا۔ الفضل کی رپورٹ میں انشاء اللہ اس پروگرام کی تاریخی حیثیت کا ذکر ہوجائے گا۔ فرمایا کہ آج کے اس خطبہ میں اس تقریب کے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔ مگر ایم ٹی اے پر جب یہ دوبارہ نشر ہو تو احمدیوں کو یہ پروگرام دیکھنا چاہئے۔ یہ ایک اچھی بھرپور قسم کی تقریب تھی۔

حضور انور نے اس کانفرنس میں مقررین کی تقاریر کا خلاصہ بیان فرمایا۔ معزز مہمانوں نے اپنی تقاریر میں اس بات کا اظہار کیا کہ آج کی تقریب سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا وجود ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم انسانیت کی بہتری کے لئے دوبارہ مذہب کی طرف رُخ کریں۔ تمام مذاہب باہم محبت، رواداری اور صبر وسکون کا درس دیتے ہیں۔ اس لئے باوجود اختلاف عقائد کے ہمیں ہر مذہب کے پیروکار کی عزت کرنی چاہئے۔ آئیں ہم سب مل کر ظلم وتشدد کی مذمت کریں اور محبت کے وہ بیج بوئیں جن سے تمام عالم میں محبت کے چشمے پھوٹ پڑیں۔ اس وقت دنیا کو اس قسم کے جلسوں کی شدید ضرورت ہے۔ اس جلسے کی خاص بات یہ ہے کہ دنیا بھر سے مختلف مذاہب کے نمائندگان اکٹھے ہو کر دنیا میں امن کے قیام کے لئے بات کر رہے ہیں۔ یہ کانفرنس جماعت احمدیہ کی وسعت حوصلہ، کشادہ دلی، وسعت نظری اور اعلیٰ اخلاق کی آئینہ دار ہے۔ آج کی تقریب باہمی رواداری اور مذہبی آزادی کی اعلیٰ قدروں کی پہچان کے لئے منعقد کی گئی ہے یہ اوصاف ہی دراصل آپ کی جماعت کے بنیادی اُصول ہیں۔ وزیر اعظم برطانیہ نے اس پروگرام پر دلی مبارکباد پیش کی اور جماعت احمدیہ انگلستان کی بے مثال خدمت خلق کو سراہا اور کہا کہ آپ لوگ بین المذاہب امن کانفرنس کے انعقاد کے ساتھ حالیہ سیلاب میں مصیبت زدہ لوگوں کی امداد بھی کر رہے ہیں۔

حضور انور نے اس بین المذاہب امن کانفرنس میں جو خطاب فرمایا اس کا خلاصۃً ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسانوں کی اصلاح ہو اور انسان خدا تعالیٰ کا بھی اور اس کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ دنیا میں اپنے برگزیدہ لوگ بھیج کر اس بات کو رائج کرنا چاہتا ہے کہ انسان روحانیت کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ حضور انور نے آنحضرت ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے اور آپ کی امن کی تعلیم پر روشنی ڈالی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جس طرح ایمان والوں کے بگڑنے کی پیشگوئی پوری ہوئی، اسی طرح ان کی روحانی حالت کی بہتری کی پیشگوئی بھی پوری ہوگی جو مسیح موعودؑ کی آمد کے ساتھ ہونی تھی۔ مسیح موعودؑ بانی جماعت احمدیہ کی صورت میں آ گئے انہوں نے اپنے ماننے والوں میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو رائج کیا ایک جماعت قائم فرمادی جو حقیقی اسلام پر عمل کر رہی ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں اور ان کی صداقت بیان فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ آپ کا مشن آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے ہم میں یہ ادراک پیدا فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی باتیں پرانے قصے نہیں بلکہ وہ خدا آج بھی زندہ ہے اور اپنے نیک بندوں سے بولتا اور نشان دکھاتا ہے۔

حضور انور نے اس مذاہب عالم امن کانفرنس میں اپنے خطاب کے بارے میں غیروں کے تبصرے اور نیک تاثرات کا بھی ذکر فرمایا۔

ایک نے یہ اظہار کیا کہ امام جماعت احمدیہ نے بڑے واشگاف الفاظ میں یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام اور قرآن کی تعلیمات شدت پسندی کی بجائے امن کے قیام پر زور دیتی ہیں۔

ایک نے کہا کہ ہمیشہ کی طرح اس کانفرنس کی بہترین تقریر خلیفہ وقت کی تھی۔ یقیناً مختلف مذاہب کے لوگوں کا اکٹھا کر دینا اور ان سے ان کے مذہب کی بات سننا ایک بہت ہی جرأت مندانہ اور قابل قدر اقدام ہے، ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

پھر ایک اور مہمان نے اپنے تاثرات میں کہا کہ مَیں مرزا مسرور احمد صاحب کے الفاظ سے بہت محظوظ ہوا ہوں انہوں نے جنگ وجدل سے آزاد ایک پُرامن معاشرے کے قیام کے حوالے سے بات کی ہے اور ان حکومتوں کی مذمت کی جو دفاع کے نام پر اسلحہ کو انسانیت پر ترجیح دیتی ہیں۔

حضور انور نے ان تبصروں کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرے اور اسے پہچانے۔ حضور انور نے آخر پر بعض اسلامی ممالک جہاں مسلمان ظلم وتشدد اور بربریت کا نشانہ رہے ہیں۔ ان کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 11 مارچ 2014ء)

عائلی زندگی سے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زرّیں ارشادات

مرتبہ محمد آصف منہاس

5 فروری 1910ء کو خطبہ نکاح میں فرمایا:

جیسا کہ میں مردوں کو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کیا کریں ایسا ہی میں عورتوں کو بھی خاوندوں کے حقوق کے متعلق وعظ کیا کرتا ہوں۔ عورت اور مرد کے درمیان بہت محبت کے تعلقات ہونے چاہئیں جن سے مومنوں کے گھر نمونہ بہشت بن جائیں۔

(خطبات نور: مجموعہ خطبات حضرت حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ۔ قادیان : نظارت نشرواشاعت، 2003ء، صفحہ 457)

26 مارچ 1910ء کو خطبہ نکاح میں فرمایا:

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ عورتوں کے حقوق کی خصوصیت سے نگہداشت کرو اور ان پر رحم کرو۔ ان کے قصوروں سے درگزر کرو کہ جس قدر گرم و سرد زمانہ تم نے دیکھا ہے، انہوں نے کب دیکھا۔ جس قدر تبادلہ خیالات کا موقع تمہیں مل سکتا ہے ان کو کب ملتا ہے۔

آدم کا بیٹا آدم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ (البقرۃ 2:36) پس تم اپنی بیبیوں کے ساتھ ایسے شیروشکر ہو کر رہو کہ تمہارا گھر جنت بن جاوے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپس میں پیار و محبت، عفو، درگذر ہو۔ چنانچہ تاکیداً فرماتا ہے وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ o (البقرۃ 2:36) شجرہ، شجر سے دوسرے مقام پر ہے۔ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ (النساء 4:66) جس کے معنی جھگڑے کے ہیں۔ پس جھگڑے سے بچو ورنہ اپنے تئیں سخت مصیبت میں ڈالنے والے ہو گے۔

(ایضاً۔ صفحہ 468)

28 اکتوبر 1912ء کو خطبہ نکاح میں فرمایا:

لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا (الروم 30: 22) بیاہ کے بعد اگر خدا چاہے تو انسان کو آرام ملتا ہے۔ انسان کی آنکھ، ناک، کان وغیرہ بدی کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ نکاح آرام کے لئے ہوتا ہے، بے آرامی کے لئے نہیں ہوتا۔ میں نے خود کئی بیاہ کئے ہر بیاہ میں مجھے بڑا آرام ملا۔

وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط (الروم 30: 22)

وَعَاشِرُوْا ھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج (النساء 4 : 20)

تم عورتوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا برتاؤ کرو۔

فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ (النساء 4 : 20) اور اگر تمہیں ان کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم ہماری سفارش کو مان لو اور یاد رکھو کہ ہم ہر ایک امر پر قادر ہیں۔ ہم تمہیں بہتر سے بہتر بدلہ دیں گے۔ . . .

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ (البقرۃ 2: 229)

عورتوں کے ذمہ بھی کچھ حقوق ہیں۔ تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہے۔

عورت پسلی کی طرح ہے اس سے اسی طرح فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اگر سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو ٹوٹ جائے گی۔

وَاتَّقُوااللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط

(النساء 4: 2)

شادی کے بعد لڑکی کے تمام رشتہ دار تمہارے اور تمہارے رشتہ دار لڑکی کے ہو گئے۔

(خطبات نورؓ صفحہ 530)

حضورؓ نے جنوری 1910 میں خطبہ نکاح میں فرمایا:

نکاح بھی تقویٰ کے حصول کے لئے ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میاں بی بی دونوں کو ناول خوانی (لغو قصے کہانیاں، ڈرامے وغیرہ مراد ہیں۔ ناقل) نے ڈبو دیا۔ خدا تو فرماتا ہے۔

لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا (الروم 30: 22)

اور مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط (الروم 30: 22)

مگر مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان کے گھر اضطراب، دشمنی، اور غضب کے مظہر بن رہے ہیں۔ جس کی وجہ مجھ سے پوچھو تو یہی ہے۔

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ ص فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ (المائدہ 5:15)

قرآن کی تعلیم کو مسلمانوں نے چھوڑا تو آرام بھی ان کے گھروں سے رخصت ہو گیا۔ خدا تو فرماتا ہے۔

لَاتُخْرِجُوْھُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِھِنَّ (الطلاق 65: 2) اور وَلَا یَخْرُجْنَ (الطلاق 65:2)

کہ طلاق کے بعد بیبیوں کو نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں۔ مگر نہ میاں اس پر عمل کرتا ہے نہ بی بی۔ نکاح میں جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے پھر طلاق میں اس بھی زیادہ جلدی۔ مگر خدا نے فرمایا۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج (الحشر 59: 19)

پہلے تم یہ تو دیکھ لو کہ کل کیا ہو گا اور ہمارے اس فعل کا انجام کیا ہو گا؟

پس قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا o (الاحزاب 33: 71)

تم جو بات کرو اور پھر نکاح کے معاملہ میں پختہ بات کرو، اس سے تمہارے اعمال متنور ہو جائیں گے۔ تمہاری کمزوریاں دور ہو جائیں گی۔ . . .

(خطبات نورؓ صفحہ 446-447)

شوریٰ اور نظام خلافت کا باہمی تعلق

مکرم مولانا طارق محمود بلوچ صاحب، استاد مدرسۃ الظفر ربوہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

(سورة الشورى 42 : 39)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

حدیث النبی ﷺ

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّهٗ قَالَ: لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ (کنز العمال کتاب الخلافۃ مع الامارۃ)

ترجمہ: خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے لینے کے بغیر درست نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میرا مذہب ہے: لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَةِ۔ خلافت جائز ہی نہیں جب تک اس میں شوریٰ نہ ہو"۔

(منصب خلافت۔ انوار العلوم، جلد2، صفحہ 25)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"دنیاوی مجالس مشاورت میں تو یہ ہوتا ہے کہ ان میں شامل ہونے والا ہر شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ چاہے میری بات رد کر دو مگر سن لو۔ لیکن خلافت میں کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں۔ یہ خلیفہ کا ہی حق ہے کہ جو بات مشورہ کے قابل سمجھے اس کے متعلق مشورہ لے۔ اور شوریٰ کو چاہئے کہ اس کے متعلق رائے دے۔ شوریٰ اس کے سوا اپنی ذات میں اور کوئی حق نہیں رکھتی کہ خلیفہ جس امر میں اس سے مشورہ لے اس میں وہ مشورہ دے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1930ء، صفحہ 42-43)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مشورہ لینے کا حق اسلام نے نبی کو اور اس کی نیابت میں خلیفہ کو دیا ہے مگر کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ نبی یا خلیفہ کے سامنے تجاویز پیش کرنے کا حق دوسروں کے لئے رکھا گیا ہے کوئی ایسی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی نے اپنی طرف سے رسول کریم ﷺ کے سامنے تجویز پیش کی ہو۔ اور اسے اپنا حق سمجھا ہو۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1930ء، صفحہ 7)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مکرم مولانا ابو العطا صاحب جالندھری نے اپنی رپورٹ کی ابتدا میں ایک تمہیدی نوٹ دیا تھا جس کے الفاظ یہ تھے کہ: "سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری سمجھی گئی ہے۔ کہ تمام جماعتوں اور افراد پر اچھی طرح واضح رہے کہ مشورہ لینے کا حق نبی یا امامِ وقت کو دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فرمایا ہے۔ امام جس طریق پر اور جن افراد سے مشورہ لینا پسند کرے۔ اس کا اسے از روئے شریعت اختیار ہے۔ جماعتوں اور افراد کا یہ حق نہیں کہ کسی خاص طریق پر مشورہ دینے کا مطالبہ کریں۔ مجلس شوریٰ کو خلیفۂ وقت بلاتے ہیں۔ اور اس بارہ میں انہیں پورا اختیار ہے کہ جس طریق پر اور جن افراد سے اور جتنی تعداد سے مشورہ لینا چاہیں مشورہ لے سکتے ہیں۔ یہ وضاحت کرنا اس لئے ضروری سمجھا گیا تا کسی نئے احمدی کے ذہن میں مغربی طرز فکر کے ماتحت پارلیمنٹوں (Parliments) کے طریق پر نمائندگی کے حق کا سوال پیدا نہ ہو"۔

اس تمہیدی نوٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جہاں تک مجلس شوریٰ کا سوال ہے وہی فقرہ درست ہے جو مکرم ابو العطا صاحب نے اپنے تمہیدی نوٹ میں لکھا ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ کرنا کہ کسی مجلس کو مشورہ کے لئے قائم کیا جائے یا نہ کیا جائے یہ جماعت کا حق نہیں ہے بلکہ خلیفۂ وقت کا حق ہے۔ اگر آپ اسے جماعت کا حق فرض کر لیں تو ساتھ ہی ہمیں اس وقت یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے جماعت کو یہ حق نہیں دیا کیونکہ انہوں نے اس قسم کی مجلسِ شوریٰ بلائی ہی نہیں اور اس طرح آپؓ نے جماعت کا ایک حق مار لیا (نعوذ باللہ)، جو غلط بات ہے۔ اور پھر اس کا نتیجہ فوراً یہ نکلتا ہے کہ حضرت خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ 1914ء میں مسند خلافت پر بیٹھے اور پہلی مجلس شوریٰ 1922ء میں منعقد ہوئی۔ اگر مجلس شوریٰ کا قیام جماعت کا حق تسلیم کیا جائے تو 1914ء سے 1922ء تک آپؓ نے قوم کو اس کا حق نہیں دیا۔ اور یہ بالکل غلط بات ہے ان کا حق تھا ہی نہیں۔ اس لئے حق دینے یا نہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غرض جہاں تک مجلس شوریٰ کا سوال ہے اسے کس شکل میں بلایا جائے اس کی نمائندگی کا کیا طریق ہو۔ انتخاب کس اصول پر ہو وغیرہ۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کا فیصلہ کرنا خلیفۂ وقت کا کام ہے اور اس کے متعلق خلیفۂ وقت مشورہ لیتا ہے۔ وہ مشورہ کے بعد اکثریت کے حق میں فیصلہ کر رہا ہو یا اکثریت کے خلاف فیصلہ کر رہا ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے لیکن بہر حال وہ مشورہ لیتا ہے اور کام کرتا ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1967، صفحہ 244 تا 247)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"خلیفہ کا طریق حکومت کیا ہو؟ خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تمہیں ضرورت نہیں کہ تم خلیفہ کے لئے قواعد اور شرائط تجویز کرو یا اس کے فرائض بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں قرآن مجید میں اس کے کام کا طریق بھی بتا دیا ہے: وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى

اللہِ۔ ایک مجلس شوریٰ قائم کرو، ان سے مشورہ لے کر غور کرو پھر دعا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔ خواہ وہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو۔ تو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔''

(منصب خلافت۔ انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 56)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''یہ نہیں کہ ووٹ لئے جائیں اور ان پر فیصلہ کیا جائے بلکہ جیسا اسلامی طریق ہے کہ مختلف خیالات معلوم کئے جائیں اور مختلف تجاویز کے پہلو معلوم ہوں تا کہ ان پر جو مفید باتیں معلوم ہوں وہ اختیار کر لیں۔ اس زمانہ کے لحاظ سے یہ خیال پیدا ہونا کہ کیوں رائے نہ لیں اور ان پر فیصلہ ہو۔ مگر ہمارے لیے دین نے یہی رکھا ہے کہ ایسا ہو: فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ مشورہ لو مگر جب ارادہ کر لو تو پھر اس بات کو کر لو۔ یہ نہ ہو کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اور اسلام میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ جب ایران پر حملہ کیا گیا تھا تو دشمن نے ایک پل کو توڑ دیا اور بہت سے مسلمان مارے گئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ اگر جلد فوج نہ آئے گی تو عرب میں دشمن گھس آئیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے طلب کی تو سب نے کہا خلیفہ کو خود جانا چاہئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی خاموشی پر خیال آیا اور پوچھا آپ کیوں چپ ہیں؟ کیا آپ اس رائے کے خلاف ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میں خلاف ہوں۔ پوچھا کیوں تو کہا اس لیے کہ خلیفہ کو جنگ میں شامل نہیں ہونا چاہئے اس کا کام یہ ہے کہ لڑنے والوں کو مدد دے۔ جو قوم ساری طاقت خرچ کر دے اور جسے مدد دینے کے لیے کوئی نہ رہے تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کے جانے پر شکست ہو گئی تو پھر مسلمان کہیں نہ ٹھہر سکیں گے اور عرب پر دشمنوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ گئے اور انہی کی بات مانی گئی۔ تو مشورہ کی غرض ووٹ لینے نہیں بلکہ مفید تجاویز معلوم کرنا ہے۔ پھر چاہے تھوڑے لوگوں کی اور چاہے ایک ہی کی بات مانی جائے۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طریق تھا اور یہی قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور عارف کے لیے یہ کافی ہے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1922ء، صفحہ 8-13)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے کثرت رائے سے اختلاف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''نمائندگانِ شوریٰ کی کثرت رائے سے اختلاف کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ جہاں جہاں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے کثرتِ رائے سے اختلاف کیا تو اس اختلاف کی وجہ بیان فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف اس وقت کے حاضر ممبران آپؓ کی رائے سے دلی طور پر مطمئن ہو گئے بلکہ آج بھی ہر معقول آدمی ان معاملات پر نظر ڈال کر یقیناً اس فیصلہ تک پہنچے گا کہ آپؓ کا کثرتِ رائے کو قبول نہ کرنا نہ صرف معقول اور مناسب تھا بلکہ ایسا نہ کرنا قومی مفادات کے لئے مضر ثابت ہوتا۔ کہیں ایک جگہ بھی محقق آپؓ کے اختلافِ رائے میں آمریت کا شائبہ تک نہ پائے گا۔ یہ تمام امور جماعت احمدیہ کے ریکارڈ میں موجود اور رسائل و جرائد میں شائع شدہ ہیں۔ اور ہر دلچسپی رکھنے والے کو دعوتِ فکر و نظر دے رہے ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

اوّل: مجلسِ شوریٰ میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ صوبائی امیر جمعہ کے روز اگر کہیں موجود ہوں اور وہاں کا امیر مقامی کوئی اَور شخص ہو تو جمعہ کے پڑھانے کا اصل حق امیرِ مقامی کا ہوگا۔ البتہ صوبائی (Provincial) امیر، مقامی (Local) امیر کو اطلاع دے کر حسب ضرورت جمعہ پڑھا سکے گا۔ اس تجویز کے متعلق جب رائے شماری ہوئی تو اکثریت نے اس کے حق میں رائے دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اکثریت کے اس فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں اکثریت کی رائے درست نہیں ہے میرے نزدیک جب تک یہ عہدے الگ الگ ہیں اس وقت تک یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جہاں پراونشل (Provincial) امیر ہو وہاں اسے اپنے خیالات کے اظہار اور ان کی اشاعت کے لئے کوئی موقع حاصل ہونا چاہئے۔ مجھے تو یہ ذریعہ حاصل ہے کہ اخبار ہے اور اخبار والے میری تقریریں اور خطبے نوٹ کر کے شائع کرتے اور جماعت تک پہنچاتے ہیں مگر صوبہ کی جماعتوں کے امرا کو یہ ذریعہ حاصل نہیں کہ ایک جگہ اپنے جن خیالات کا وہ اظہار کریں وہ سارے صوبہ کی جماعتوں تک پہنچ جائیں اس لئے باوجود اس کے کہ اکثریت دوسری طرف گئی ہے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ اپنے صوبہ میں جہاں بھی پراونشل (Provincial) امیر ہو جمعہ کا خطبہ دینے کا حق اسے مقدم طور پر حاصل ہوگا۔ اس کی موجودگی میں اس کی اجازت سے لوکل (Local) امیر یا کوئی اور شخص خطبہ پڑھا سکتا ہے۔ ہاں جہاں پر پراونشل (Provincial) امیر موجود نہ ہو یا اس غرض کے لئے کوئی دوسرا امام مرکز سلسلہ کی طرف سے مقرر نہ ہو تو خطبہ دینے کا اوّل حق لوکل (Local) امیر کو حاصل ہوگا۔''

ثانیاً: مجلس شوریٰ میں یہ تجویز پیش تھی کہ کراچی اور لاہور اور راولپنڈی کو مقامی ضروریات کے لئے ان کے چندوں کا تیسرا حصّہ بطور گرانٹ دیا جائے۔ جماعت کے مالی حالات کے لحاظ سے یہ تجویز اپنی موجودہ صورت میں درست نہ تھی لیکن اس تجویز کو اپنے اختیارات کے تحت ردّ کرنے کی بجائے آپ رضی اللہ عنہ نے اس تجویز کے ناموزوں ہونے کے دلائل دیئے اور اس کے نقصان دِہ پہلوؤں کی جماعت کے نمائندگان کے سامنے وضاحت فرمائی۔ چنانچہ اس تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:

''چندوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اگر اس تجویز کو منظور کر لیا جائے تو قریباً دو لاکھ روپیہ بجٹ آمد سے کم ہو جاتا ہے۔ ہمارا کل بجٹ بارہ لاکھ ننانوے ہزار کا ہے اور اگر یہ دو لاکھ روپیہ اس سے نکال دیا جائے تو آمد دس لاکھ ننانوے ہزار بلکہ اس سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ اور اس دس لاکھ ننانوے ہزار روپیہ کی آمد سے بارہ لاکھ ننانوے ہزار کے اخراجات چلانا کسی انجمن کی طاقت سے باہر ہے۔ درحقیقت یہ بحث اخراجات کی کمیٹی کے سامنے اٹھانی چاہئے تھی کہ اس قدر اخراجات کم کر دیئے جائیں۔ کالج بند کر دو۔ زنانہ کالج بند کر دو۔ لنگر خانہ بند کر دو۔ نظارت امور عامہ بند کر دو۔ نظارت اصلاح و ارشاد کے کارکنوں کو رخصت کر دو اور اخراجات کے بجٹ کو دس لاکھ ننانوے ہزار پر لے آؤ۔ ورنہ یہ کہ خرچ تو وہی رکھو آمد تقسیم کر لو یہ وہی بات ہے جیسے کوئی ایک ناممکن چیز کی خواہش کرے یا جیسے بچے روتے ہیں تو کہتے ہیں ستارے دے دو۔ دس لاکھ ننانوے ہزار میں بارہ لاکھ ننانوے ہزار کے اخراجات کا بجٹ پورا کرنا بھی ستارے لانے والی بات ہے یہ ایک ناممکن العمل بات ہے اس لئے اس تجویز پر رائے دیتے وقت سوچ لیا جائے کہ آیا اس بجٹ کو نامنظور کیا جائے یا رہنے دیا جائے کیونکہ تخفیف کے بعد خرچ نہیں چل سکتا۔ کہا گیا ہے کہ اس کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے اس کی ضرورت ہے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو اس کے لئے آمد بڑھائی جانی چاہئے۔''

''دعائیں کرتے رہو اللہ تعالیٰ کو سب طاقت ہے اور وہ سب برکتیں دے سکتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ جب مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ تو خزانہ مقروض تھا اور اس میں صرف اٹھارہ آنے تھے اور اب آپ کا بجٹ تحریک کے سالانہ بجٹ کو ملا کر انتیس لاکھ روپے کا ہے۔ اب دیکھو کجا

اٹھارہ آنے اور کجا اُنتیس لاکھ روپیہ۔ تو اللہ تعالیٰ میں بڑی طاقت ہے۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت 1957 صفحہ 83-91 و سوانح فضل عمرؓ، جلد 2، صفحہ 201-203)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’مشورہ صحیح وہی نہیں ہوا کرتا جو آخر میں منظور ہو جائے بلکہ ہر وہ مشورہ (خواہ وہ مانا جائے یا نہ مانا جائے) جو دیانتداری کے ساتھ، خلوص کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ آپ پیش کرتے ہیں وہ صحیح مشورہ ہے۔ اور میں یہاں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے مشوروں کو سننے کے بعد جب میں کسی نتیجہ پر پہنچوں اور کسی کام کے کرنے کا ارادہ اور عزم کروں تو محض اپنے رب پر توکل رکھتے ہوئے اور اس کی زندہ طاقتوں اور زندہ قدرتوں پر یہ امید رکھتے ہوئے کہ میری کوشش میں جو میں کروں یا کرواؤں، وہ برکت ڈالے گا۔ میں وہ عزم کروں اور دل میں دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ ان نیک کاموں میں ہماری راہبری بھی کرے کیونکہ مشوروں میں جہاں اس کی ہدایت کی ضرورت ہے۔ وہاں عمل میں بھی اس کی ہدایت کی ضرورت ہے اور وہ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے اور ان کے ایسے شاندار نتائج نکالے جو اس کی نگاہ میں بھی شاندار ہوں۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1967ء، صفحہ 6)

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورہ آل عمران آیت 160 کی تلاوت کے بعد فرمایا:

’’اس آیت کی تلاوت میں نے اس لئے کی ہے کہ آج کل جو مارچ کا موسم ہے اس میں جماعت احمدیہ عالمگیر میں کثرت سے مجالس شوریٰ منعقد کی جاتی ہیں۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے تاخیر سے بھی کرتے ہیں مگر یہ وہ موسم ہے جس میں اکثر مجالس شوریٰ کا انعقاد ہوتا ہے اور یہ جو ادارہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب دنیا میں مستحکم ہو چکا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہماری کوشش ہے کہ بڑے بڑے ملکوں کے علاوہ چھوٹے ملکوں میں بھی نظام شوریٰ قائم کیا جائے کیونکہ یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت تھی کہ آپؐ مشورہ کیا کرتے تھے حالانکہ اگر انسانوں میں سے کسی کو سب سے کم مشورے کی ضرورت ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کو تھی کیونکہ خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نگہبان تھا، خدا آپؐ کی ہدایت فرمایا کرتا تھا اور اس کے باوجود مشورہ کرنا آپؐ کی سنت تھی جسے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک نہیں کیا۔ تو عملاً مجالس شوریٰ کا انعقاد اس زمانے میں تو تقریباً ہر روز ہی ہوا کرتا تھا یعنی جس سے بھی رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے اس سے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ اس کو باقاعدہ انسٹیٹیوٹ (Institute) بنا کر جماعت احمدیہ میں رائج کیا گیا ہے اور مرکزی بات جو بنیادی بات ہے وہ میں یہ بتانی چاہتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

(سورۃ آل عمران 3:160)

کہ مشورہ تو کرنا ہے اس لئے کہ تیری بات، تیرے وجود، تیری ہر چیز سے یہ محبت کرتے ہیں اور تیرا بہت نرم دل ہے اور تیری طرف جھکے رہتے ہیں تو مشورہ سے ان کو ایمانی تقویت نصیب ہوتی ہے لیکن فیصلہ تو نے کرنا ہے۔ مشورہ جو بھی ہے اس سے قطع نظر کہ وہ کیا مشورہ ہے آخری فیصلہ تیرا ہے۔ پس صلح حدیبیہ کے موقع پر دیکھئے کہ تمام صحابہ کا ایک ہی مشورہ تھا کہ چاہے قتل و غارت کرنا پڑے، اپنے خون سے ہولی کھیلنی پڑے لیکن ہم ضرور خانہ کعبہ حج پر جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا پوری ہوگی جس میں کسی سال کا کوئی ذکر نہیں تھا مگر صحابہ نے یہی سمجھا کہ اسی سال یہ رؤیا پوری ہونی ہے۔ اس وقت بھی حضور اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کا مشورہ ترک فرما دیا، نظرانداز فرما دیا اور اس میں کوئی بھی استثنا نہیں تھا۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ جب عزم کر لیا تو پھر اللہ پر ہی توکل کے نتیجے میں صلح حدیبیہ سے ہی پھر آئندہ ساری فتوحات کی بنیاد ڈالی گئی اور عظیم الشان صلح کی شرائط تھیں جس نے اگلے زمانے کی گویا کایا پلٹ دی۔

تو اس پہلو سے میں سب شوریٰ میں شامل لوگوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ میں جو فیصلے ہوتے ہیں ان میں فیصلوں سے زیادہ لفظ مشورے کا اطلاق ہونا چاہئے جو مجلس شوریٰ کی جان ہے۔ فیصلہ ہوتا ہی کوئی نہیں۔ مشورے ہوتے ہیں اور جو کثرت رائے سے مشورے ہوں ان کو پھر امیر کی معرفت خلیفۃ المسیح کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے اور پھر وہاں فیصلہ ہوتا ہے۔ پس آپ بھی اس طریقے کو چمٹے رہیں کیونکہ اسی میں برکت ہے اسی میں جماعت کی زندگی کا راز ہے۔ مجلس شوریٰ ایک بہت بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جو خدا تعالیٰ نے یہ نظام ہمارے اندر جاری فرما کے ہمیں ایک ہاتھ پر باندھ دیا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ہر جگہ مشورے کریں گے اور توکل اللہ پر ہی کریں گے۔ جب فیصلہ جماعت کی طرف سے کیا جائے تو پھر توکل کا مقام ہے اور خدا تعالیٰ کبھی بھی اس توکل کو ضائع نہیں فرماتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مارچ 2000ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جماعت احمدیہ میں مجلس مشاورت کا نظام نظام خلافت سے وابستہ اور اس پر منحصر ہے اور جماعت احمدیہ کے نزدیک خلیفۃ المسیح شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کے مخاطب کی حیثیت سے جب چاہے اور جس رنگ میں چاہے مشورہ کے لئے صائب الرائے احباب کو دعوت دے سکتا ہے۔

ہر ایسے مشورہ کی ابتدا دعاؤں اور ذکر الٰہی کے ساتھ ہوتی ہے تا کہ فیصلہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ مدنظر رہے اور اس کی نصرت اور رہنمائی شامل حال رہے۔

ہر وہ شخص جسے کوئی مشورہ پیش کرنا ہو اسے پوری آزادی ہے کہ باجازت صدر مجلس بے تکلفانہ رائے کا اظہار کرے لیکن ضروری ہے کہ اس مشورہ میں اصل مخاطب حاضرین مجلس نہ ہوں بلکہ خلیفۃ المسیح ہوں۔ بعد مشورہ خلیفۃ المسیح کو پورا اختیار ہے کہ خواہ کثرت رائے کے مشورہ کو قبول کریں یا رد کر دیں۔ یہ جماعت کی مجلس مشاورت کے نظام کا اصولی خلاصہ ہے۔‘‘

(سوانح فضل عمرؓ جلد 2، صفحہ 193،192)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’وہ لوگ جو جماعت احمدیہ کے اس روحانی نظام کو دنیاوی پیمانوں سے جانچتے ہیں اور اس امر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر خلیفۂ وقت کو آراء کو رد کرنے کا آخری اختیار حاصل ہے تو ایسے مشورہ کا فائدہ ہی کیا اور اس طریق مشورہ کو محض ایک پردہ سمجھتے ہیں جو گویا آمریت کو چھپائے ہوئے ہے۔ ان کے لیے مجلس مشاورت جماعت احمدیہ کی کارروائیوں کا مطالعہ یقیناً آنکھیں کھولنے کا باعث بن سکتا ہے۔ وہ حیرت سے اس حقیقت کا مشاہدہ کریں گے کہ خلیفۂ وقت 99 فیصدی سے زائد مرتبہ کثرتِ رائے کی تائید کرتا ہے اور جب کثرتِ رائے سے اختلاف کرتا ہے تو ایسے قوی دلائل اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کرتا ہے کہ کثرت رائے ہی نہیں تمام مجلس بالاتفاق خلیفۂ وقت کی رائے کی فضیلت کی قائل ہو جاتی ہے۔ گویا یہ ایک ایسی مجلس مشاورت ہے جس کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو مشوروں کو قبول یا رد کرنے کا اختیار رکھنے والا عوامی نمائندوں کی آرا سے متفق ہو یا عوامی نمائندے بشرح قلب اس فیصلہ کرنے والے کے فیصلہ سے مطمئن ہوں۔ دنیا کے پردے پر ایسے عظیم طوعی اتفاقِ نظر و فکر کی کوئی مثال نظر نہیں آسکتی۔ مزید

برآں تربیت یہ کی گئی ہے اور واقعتاً اس طریق کار پر سو فیصدی عمل بھی ہے کہ جن دوستوں کی آرا کو کثرت رائے نے رد کر دیا ہو وہ آخری فیصلہ کے بعد عملدرآمد کے وقت اپنی رائے کو اتنی بھی اہمیت نہیں دیتے جو ردی کی ٹوکری میں پھینکے ہوئے ایک کاغذ کے پرزے کو ہو سکتی ہے بلکہ بلا استثنا اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ کثرت رائے کے اس فیصلہ پر بشرح صدر عمل پیرا ہو جاتے ہیں جسے خلیفۂ وقت کی منظوری حاصل ہو۔''

(سوانح فضل عمرؓ جلد2، صفحہ 199-200)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''خلیفہ وقت یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ ممبران نے بڑے غور سے سوچ سمجھ کر کسی معاملے میں رائے قائم کی ہوگی اور عموماً مجلس شوریٰ کی رائے کو اس وجہ سے من وعن قبول کر لیا جاتا ہے، اسی صورت میں قبول کر لیا جاتا ہے۔ سوائے بعض ایسے معاملات کے جہاں خلیفہ وقت کو معین علم ہو کہ شوریٰ کا یہ فیصلہ ماننے پر جماعت کو نقصان ہو سکتا ہے اور یہ بات ایسی نہیں ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے یا اس سے ہٹ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہوئی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

(سورۃ آل عمران: 160:3) یعنی اور ہر اہم معاملے میں ان سے مشورہ کر (نبی کو یہ حکم ہے) پس جب کوئی فیصلہ کر لے تو پھر اللہ پر توکل کر۔ یعنی یہاں یہ تو ہے کہ اہم معاملات میں مشورہ ضروری ہے، ضرور کرنا چاہئے اور اس حکم کے تابع آنحضرت ﷺ بھی مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ اس حد تک مشورہ کیا کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے نہیں دیکھا۔

تو یہ حکم الٰہی بھی ہے اور سنت بھی ہے اور اس حکم کی وجہ سے جماعت میں بھی شوریٰ کا نظام جاری ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ مشورہ تو لے لو لیکن اس مشورے کے بعد تمام آراء آنے کے بعد جو فیصلہ کرو تو ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ یہ فیصلہ ان مشوروں سے الٹ بھی ہو۔ تو فرمایا جو فیصلہ کرلو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو کیونکہ جب تمام چھان پھٹک کے بعد ایک فیصلہ کر لیا ہے پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر ہی چھوڑنا بہتر ہے اور جب اے نبی! تو نے معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی کی بات کی لاج رکھے گا۔ اور انشاء اللہ اس کے بہتر نتائج ظاہر ہوں گے۔

جس طرح تاریخ میں ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر قیدیوں سے سلوک کے بارے میں اکثریت کی رائے رد کر کے آنحضرت ﷺ نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے مانی تھی، پھر بعض دفعہ دوسری جنگوں کے معاملات میں صحابہ کے مشورہ کو بہت اہمیت دی جنگ اُحد میں ہی صحابہ کے مشورے سے آپؐ وہاں گئے تھے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ کرتے تھے۔ آپؐ کا تو یہ خیال تھا کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے اور جب اس مشورہ کے بعد آپؐ ہتھیار بند ہو کر نکلے تو صحابہ کو خیال آیا کہ آپؐ کی مرضی کے خلاف فیصلہ ہوا ہے، عرض کی یہیں رہ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ نہیں نبی جب ایک فیصلہ کر لے تو اس سے پھر پیچھے نہیں ہٹتا، اب اللہ پر توکل کرو اور چلو۔ پھر یہ بھی صورت حال ہوئی کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی متفقہ رائے تھی کہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سب کی رائے کے خلاف اس پر دستخط فرمادیئے۔ اور پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس کے کیسے شاندار نتائج پیدا فرمائے۔ تو مشورہ لینے کا حکم تو ہے تاکہ معاملہ پوری طرح نتھر کر سامنے آجائے لیکن ضروری نہیں ہے کہ مشورہ مانا بھی جائے تو آپؐ کی سنت کی پیروی میں ہی ہمارا نظام شوریٰ بھی قائم ہے، خلفا مشورہ لیتے ہیں تاکہ گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھا جا سکے لیکن ضروری نہیں ہے کہ شوریٰ کے تمام فیصلوں کو قبول بھی کیا جائے اس لئے ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ شوریٰ کی کارروائی کے آخر پر معاملات زیر غور کے بارے میں جب رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو اس پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ شوریٰ یہ سفارش کرتی ہے، یہ لکھنے کا حق نہیں ہے کہ شوریٰ یہ فیصلہ کرتی ہے۔ شوریٰ کو صرف سفارش کا حق ہے۔ فیصلہ کرنے کا حق صرف خلیفۂ وقت کو ہے۔ اس پر کسی کے ذہن میں یہ بھی سوال اٹھ سکتا ہے کہ پھر شوریٰ بلانے کا یا مشورہ لینے کا فائدہ کیا ہے، آج کل کے پڑھے لکھے ذہنوں میں یہ بھی آجاتا ہے تو جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ مجلس مشاورت ایک مشورہ دینے والا ادارہ ہے۔ اس کا کردار پارلیمنٹ (Parliament) کا نہیں ہے جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں۔ آخری فیصلے کے لئے بہرحال معاملہ خلیفہ وقت کے پاس آتا ہے اور خلیفہ وقت کو ہی اختیار ہے کہ فیصلہ کرے، اور یہ اختیار اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ لیکن بہرحال عموماً مشورے مانے بھی جاتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا سوائے خاص حالات کے، جن کا علم خلیفۂ وقت کو ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض حالات میں بعض وجوہات جن کی وجہ سے وہ مشورہ رد کیا گیا ہو ان کو خلیفۂ وقت نہ بتانا چاہتا ہو ایسی بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔''

(خطبات مسرور، جلد2 صفحہ 196-198)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 24 مارچ 2006ء کو فرمایا:

''جیسا کہ ہم جانتے ہیں جماعت میں مجلس شوریٰ کا ادارہ نظامِ جماعت اور نظام خلافت کے کاموں کی مدد کے لئے انتہائی اہم ادارہ ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس سلسلہ میں بڑا اہم ہے کہ: لَاخِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشُوْرَةِ کہ بغیر مشورے کے خلافت نہیں ہے۔ اور یہ قول قرآن کریم کی ہدایت اور آنحضرت ﷺ کے اُسوہ کے عین مطابق ہے۔ آپ صحابہ سے ہر اہم کام میں مشورہ لیا کرتے تھے لیکن جیسا کہ آیت سے واضح ہے مشورہ لینے کا حکم تو ہے لیکن یہ حکم نہیں کہ جو اکثریت رائے کا مشورہ ہو اسے قبول بھی کرنا ہے اس لئے وضاحت فرمادی کہ مشورہ کے مطابق یا اسے رد کرتے ہوئے، اقلیت کا فیصلہ مانتے ہوئے یا اکثریت کا فیصلہ مانتے ہوئے جب ایک فیصلہ کرلو، کیونکہ بعض دفعہ حالات کا ہر ایک کو پتہ نہیں ہوتا اس لئے مشورہ ردّ بھی کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر یہ ڈرنے یا سوچنے کی ضرورت نہیں کہ ایسا نہ ہو جائے، ویسا نہ ہو جائے۔ پھر اللہ پر توکل کرو اور جس بات کا فیصلہ کر لیا اس پر عمل کرو۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 14 اپریل 2006ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پارلیمنٹ (Parliament) کی نسبت شوریٰ کے طریق کی فضیلت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

''پارلیمنٹ میں یہی ہوتا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ رائے نہ ملی تو گورنمنٹ ٹوٹ جائے گی۔ اس لیے سارے رائے دے دیتے ہیں تو عام طبائع ایسی نہیں ہوتیں کہ صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اس لئے اکثر لوگ دوسروں کے پیچھے چلتے ہیں اگر کہیں کہ وہ اہل الرائے ہوتے ہیں تو بھی یہی ہوتا ہے کہ بڑے کی رائے کے نیچے ان کی رائے دب جاتی ہے اس لیے یہی ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے دونوں کا مقابلہ ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ہر وقت مقابلہ رہتا ہے۔ مگر شوریٰ میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ اس میں پارٹی کا خیال نہیں ہوتا ۔۔۔۔ پس چونکہ پارٹی ہوتی نہیں اور خلیفہ سب سے تعلق رکھتا ہے اس لیے اس کا تعلق سب سے ایسا ہی ہوتا ہے جیسے باپ بیٹے کا۔ بھائی بھائی تو

لڑ پڑتے ہیں مگر باپ سے لڑائی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ خلیفہ کا سب سے محبت کا تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے اگر ان میں لڑائی بھی ہو جائے تو وہ دور کر دیتا ہے اور بات بڑھنے نہیں پاتی۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1922ء، صفحہ 16)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میں غلطی کر سکتا ہوں۔ تو پھر خلیفہ سے غلطی کس طرح ناممکن ہے؟ مگر پھر بھی اس کے فیصلے کو شرح صدر کے ساتھ ماننا ضروری ہے۔ اس اصل کو بھلا دو تو تمہارے اندر بھی تفرقہ اور تنفر پیدا ہو جائے گا۔ اسے مٹا دو اور لوگوں کو کہنے دو کہ خلیفہ غلطی کر سکتا ہے تو تم بھی پراگندہ بھیڑوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ جن کو بھیڑیئے اٹھا کر لے جائیں گے اور دنیا کی لعنتیں تم پر پڑیں گی۔ جسے خدا نے عزت دی ہے تمہارے لئے اس کی عیب جوئی جائز نہیں اگر وہ غلطی بھی کرتا ہے اور اس کی غلطی سے تمہیں نقصان پہنچتا ہے تو تم صبر کرو۔ خدا دوسرے ذریعہ سے تمہیں اس کا اجر دے گا۔ اور اگر وہ گندہ ہو گیا ہے تو جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم خدا کے آگے اس کا معاملہ پیش کرو۔ وہ اگر تم کو حق پر دیکھے گا اسے خود موت دے دے گا اور تمہاری تکلیف دور کر دے گا۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 18 جولائی 1937ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ خلیفہ کا محافظ خدا تعالیٰ ہے اور وہ اس سے ایسی غلطی سرزد نہیں ہونے دے گا جو اصولی امور کے متعلق ہو۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 29 جولائی 1952ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"عصمت صغریٰ اسے (خلیفہ کو۔ ناقل) حاصل ہے۔ یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے۔ اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔ گویا وہ مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔"

(ماہنامہ الفرقان ربوہ خلافت نمبر 1۔ اپریل مئی 1952ء، صفحہ 5)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں نظام خلافت اور شوریٰ کے اغراض ومقاصد کو سمجھنے اور اس کی برکات وفیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کا اڑتیسواں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کا اڑتیسواں بابرکت جلسہ سالانہ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مورخہ 20 تا 22 جون 2014ء ایئر پورٹ کے قریب انٹرنیشنل سینٹر، ٹورانٹو میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

یہ جلسہ روحانی، علمی، تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دراصل یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1891ء میں جاری فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے 7 دسمبر 1892ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں جلسہ سالانہ کی عظمت کو یوں بیان فرمایا:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 341)

اس جلسہ سالانہ میں نماز تہجد اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور علماء سلسلہ کے نہایت علمی، تربیتی اور تبلیغی خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔ الغرض یہ تین دن تبلیغی روحانی اور علمی ترقی کے انمول ایام ہیں ان سے احباب جماعت کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت کرے اور ہر جہت سے کامیاب وکامران فرمائے اور یہ بہتوں کی رشد وہدایت کا موجب ہو۔

نیز آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں اور اپنے ساتھ غیر از جماعت دوستوں کو بھی بکثرت لائیں۔ یہ تبلیغ کا سب سے نادر موقع ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے اور جلسہ کی روحانی برکات وفیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

شاہد منصور

افسر جلسہ سالانہ

افسران جلسہ سالانہ کینیڈا 2014ء

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا نے جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کے لئے درج ذیل افسران کا تقرر فرمایا ہے۔

افسر جلسہ سالانہ:	مکرم شاہد منصور صاحب
نائب افسران:	مکرم محمد عامر محمود شیخ صاحب
	مکرم میاں رضوان مسعود صاحب
	مکرم نصیر احمد مرزا صاحب
	مکرم عبدالحمید وڑائچ صاحب
	مکرم میاں ندیم محمود صاحب
	مکرم عزیز اللہ چوہدری صاحب
افسر جلسہ گاہ:	مکرم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب
نائب افسران:	مکرم مدثر چوہدری صاحب
	مکرم سید محمد احسن گردیزی صاحب
	مکرم شیخ عبدالودود صاحب
	مکرم عبدالماجد قریشی صاحب
	مکرم خالد رسول صاحب
افسر خدمت خلق:	مکرم طاہر احمد صاحب
نائب افسران:	مکرم طارق وقار صاحب
	مکرم رحمان مہار صاحب
	مکرم کاشف دانش صاحب

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کو کامیاب وکامران فرمائے اور مذکورہ بالا افسران کو بہتر خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کلیم احمد ملک

افسر رابطہ

جلسہ سالانہ

میرا گھر میری جنت

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

ارشاد خداوندی ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ o (سورۃ الرحمن 47:55) اور جو اپنے پروردگار کے سامنے (حساب دینے کے لئے) کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

ان جنتوں میں سے ایک وہ جنت ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گذارتے ہوئے اس دنیا میں تعمیر کرتا ہے اور دوسری وہ جو اس دنیا کے حسن عمل کے نتیجہ میں اسے اگلی زندگی میں عطا ہوگی۔

دنیاوی جنت کی تعمیر ایک مومن مرد اور اس کی مومنہ بیوی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کی روشنی میں اپنے گھر میں کرتے ہیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ ان میں سے کوئی ایک یا دونوں اسلامی تعلیم سے منہ موڑتے ہیں اور سفلی جذبات کی رو میں بہہ کر یا رسم ورواج کے طوق کی پکڑ میں آجاتے ہیں تو یہ گھر ایک خوفناک جہنم میں بدل جاتا ہے۔

جماعت کے عہدیداران کو جب احمدی خاندانوں کی باہمی ناچاقی میں مصالحت کرانے کا تجربہ ہوتا ہے تو ہر باریک بین عہدیدار یہ دیکھ سکتا ہے کہ ایک خاندان کے باہمی تعلقات میں جہاں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہاں اسلام کی تعلیم سے روگردانی صاف نظر آرہی ہوتی ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ میاں بیوی دونوں اسلام کی حکمت پر مبنی تعلیم پر عمل بھی کررہے ہوں اور ان کے گھر میں بگاڑ بھی پیدا ہورہا ہو۔

اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ہم باہمی تعلقات میں اسلامی تعلیم سے روگردانی کررہے ہوں اور ہمارا گھر سکون کا گہوارہ ہو۔ یہ کوئی فرضی بیان بازی نہیں بلکہ میں نے عملاً اس کی سچائی کا مشاہدہ کیا ہے۔

حال ہی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی خاندانوں میں علیحدگی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر تشویش کا اظہار فرمایا ہے۔ اور عہدیداران جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ ان عوامل کا تجزیہ کیا جائے جو باہمی ناچاقی اور بالآخر علیحدگی پر منتج ہوتے ہیں۔

یہ نوٹ اس ہدایت کی تعمیل میں لکھا جارہا ہے۔

عموماً خاوند بیوی سے شاکی نظر آتا ہے اور بیوی خاوند کے رویہ سے دلبرداشتہ۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ایسا اکثر جوڑوں میں ہوتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً انہی جوڑوں سے بات چیت کا عہدیداران کو موقعہ ملتا ہے جن کے باہمی مسائل کی وجہ سے انہیں جماعت سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ خداتعالیٰ کے فضل سے آج بھی معاشرہ کے دوسرے حصہ کے مقابل پر احمدی خاندان بہت بہتر طور پر مطمئن ہیں اور ان کی غالب اکثریت اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے خوش وخرم گھرانے ہیں۔

اس پس منظر میں جب کوئی بچی یہ بتاتی ہے کہ وہ خداتعالیٰ کے فضل سے اپنے سسرال میں بہت ہی خوش ہے تو دلی مسرت ہوتی ہے۔ تفصیل پوچھنے پر پتہ چلتا ہے کہ اس کے میاں، اس کے خسر، ساس اور سسرال کے دوسرے عزیز رشتہ دار نہایت خوش اخلاق ہیں اور اسلامی تعلیم کے اس حصہ پر خوبصورتی سے عمل پیرا ہیں جو باہمی معاشرت کے تعلقات کے بارہ میں ہے۔

مجھے بہت کم تجربہ ہوا ہے کہ کسی باپ نے میرے سامنے اپنی بیٹی کے سسرال کی تعریف کی ہو۔ اس لئے کچھ عرصہ پہلے جب ایک دوست نے یہ بتایا کہ اس کی بیٹی کے سسرال بہت ہی اچھے ہیں اور ان کی بیٹی سے بہت حسن سلوک سے پیش آتے ہیں تو مجھے بے حد خوشی ہوئی اور میں نے بڑے اشتیاق سے ان سے تفاصیل پوچھیں۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی بیٹی جب کچھ عرصہ پہلے اپنی شادی کے چند سال بعد سسرال سے والدین کے گھر آئی تو اس نے انہیں بتایا:

''ابو میں اپنے گھر میں بہت خوش ہوں۔ آپ نے، امی نے اور میرے بہن بھائیوں نے مجھے بہت پیار دیا ہے مگر عزت اور پیار اپنے سسرال میں، اپنے خاوند سے، اپنے خسر صاحب اور ساس صاحبہ سے اور اپنے میاں کے بہن بھائیوں سے مجھے ملا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ مجھے اپنے گھر میں ملتا تھا۔''

ہوسکتا ہے اور لوگوں کو بھی یہ خوشگوار تجربہ ہوا ہو۔ چونکہ ناخوشگوار کا تجربہ شکایتوں وغیرہ کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ایسے خوشگوار تجربات کو بھی جماعت کے سامنے لایا جائے تاکہ یہ بات بار بار سامنے آئے کہ جہاں بھی اسلامی تعلیم پر پورے طور پر عمل کیا جاتا ہے، باہمی تعلقات میں برکت پڑنے لگتی ہے اور گھر کی جنت کے نقوش ابھرنے لگتے ہیں۔

چند ماہ پہلے ایک نوجوان جوڑے سے ملاقات ہوئی۔ (ان کی شادی کو چند سال گزر چکے ہیں)۔ خاوند نے بتایا کہ وہ اپنی بیوی کو خداتعالیٰ کا اپنے لئے بہت بڑا انعام سمجھتے ہیں۔ میں نے خوشگوار احساس کے ساتھ ان سے تفاصیل پوچھیں تو حیران رہ گیا۔ اور یہی میرے اس مضمون کا محرک بھی بنا، کیونکہ مَیں چاہتا ہوں کہ مَیں اپنے تاثرات احباب جماعت کے سامنے رکھوں۔

مَیں نے انہیں کہا کہ وہ اپنے ساتھ اپنی اہلیہ صاحبہ کے سلوک کے بارہ میں اپنے تاثرات ''میرا گھر میری جنت'' کے عنوان سے لکھیں۔

مَیں نے اس مضمون سے ان کا نام اور ایسے اشارے حذف کردیئے ہیں جن سے ان کی نشاندہی ہوسکتی ہے۔

مَیں ان تمام احمدی احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا گھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت ہے تو وہ اپنے تاثرات مجھے بھجوائیں تاکہ ان کا نام ظاہر کئے بغیر ایسے تاثرات احباب جماعت کی آگاہی کے لئے شائع کئے جائیں تاکہ بار بار یہ ثابت کیا جائے کہ جو بھی اسلامی تعلیمات کو اپناتا ہے اپنے گھر کی جنت تعمیر کرتا ہے۔

میں نے اُن صاحب کی بیگم صاحبہ سے بھی کہا کہ وہ بھی ''میرا گھر میری جنت'' کے عنوان سے اپنے خاوند کے بارہ میں اپنے تاثرات لکھیں جنہیں احمدیہ گزٹ کینیڈا میں شائع کیا جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی میری احمدی بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر وہ سمجھتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی برکت سے ان کا گھر بھی ایک جنت بن چکا ہے تو وہ بھی اس عنوان کے تحت اپنے تاثرات بھجوائیں۔ ان کے نام ظاہر کئے بغیر ان کے تاثرات بھی احمدیہ گزٹ میں شائع کئے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّــاصر

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

امام جماعت احمدیہ

لندن

6-3-14

مکرم ایڈیٹر صاحب احمدیہ گزٹ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے احمدیہ گزٹ کینیڈا کا ماہ فروری 2014ء کا شمارہ موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاء اللہ اس میں اچھے علمی مضامین اکٹھے کئے گئے ہیں۔ رسالہ کا عمومی معیار بھی اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کی ٹیم کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کرے اور آپ سب کا ہر لحہ حامی مددگار رہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

محبت الٰہی اور اس کے حصول کے ذرائع

مکرم مولانا مظفر احمد درانی صاحب، وکالت تصنیف ربوہ

محبتِ الٰہی کیا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے جو وصال الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی محبّ اپنے محبوب سے جدا نہیں رہ سکتا اور چونکہ خدا خود نور ہے اس لئے اس کی محبت سے نور نجات پیدا ہو جاتا ہے اور وہ محبت جو انسان کی فطرت میں ہے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقاباللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ دونوں محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی میں روح غرق ہو جائے اس کی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یکدفعہ باہر آ جاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے۔ پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔''

(چشمہ مسیحی۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 365-264)

محبتِ الٰہی کی علامت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جب اللہ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو جبریلؑ کو فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو محبوب جانتا ہے تو بھی اسکو محبوب جان۔ پھر جبریلؑ آسمان والوں کو پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں انسان کو محبوب رکھتا ہے پس تم بھی اس کو محبوب رکھو۔ تو آسمان والے اس کو محبوب جانتے ہیں پھر زمین میں بھی اس کی قبولیت اتار دی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاوتِ ایمانی کے حصول کی سب سے پہلی شرط یہ بیان کی کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت دوسری ہر چیز سے بڑھ کر ہو۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان)

محبتِ الٰہی خودبخود ظاہر ہو جاتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے، اداسی اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے، الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپائے مگر چھپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے:

عشق و مشک را نتواں نہفتن

جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں جس سے ان کے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کے افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے۔ کوئی رسول نہیں آیا جس کا راز خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانے کی خواہش اس کے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی ان کو ملتی ہے جو چاہتے ہیں ان کو ملتا نہیں اور جو نہیں چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد 4، صفحہ 35-34)

محبت الٰہی کے حصول کے ذرائع

محبتِ الٰہی کے حصول کے کئی ذرائع ہیں جنہیں انسان اختیار کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔ جن پر دوام ضروری ہے۔ اور انہیں پر عمل پیرا ہونا محبتِ الٰہی کی علامت بن جایا کرتا ہے۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں تحریر ہیں۔

(1) حصولِ محبت کے لئے دعا

آنحضرت ﷺ جو دل کی گہرائیوں سے محبتِ الٰہی کے حصول کے طلبگار بلکہ خدا کے محبّ و محبوب تھے اس غرض کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کو نبی داؤدؑ کی یہ دعا نہ صرف بہت پسند تھی بلکہ آپ نے اسے اپنی امت کے پڑھنے کے لئے بھی پسند فرمایا۔

اللّٰھم انّی أسئلک حبک و حب من یّحبک والعمل الّذی یبلغنی حبک اللّٰھم اجعل حبک احب الیّ من نفسی و اھلی و من الماء البارد

(جامع ترمذی۔ ابواب الدعوات، باب دعاء داؤد)

یعنی اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

(2) حصولِ محبت کی کوشش

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان کوشش اور جستجو کرے تب اسی کے فضل اور رہنمائی سے محبتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا
(سورۃ العنکبوت 70:29)

یعنی جولوگ ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

(3) حصولِ محبت میں ابتداء

عن انسؓ عن النبیؐ فیما یروی عن ربہٖ عز و جل قال اذا تقرّب العبد الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعا واذا تقرب الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً واذا اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃً۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعا، باب فضل الذکر)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے بطور حدیث قدسی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔

گویا اظہارِ محبت اور اس کے حصول کی کوشش کی ابتداء ہمیشہ انسان کی طرف سے ہونی چاہئے پھر اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے محبت سے بھر دیتا ہے۔

(4) فرائض ونوافل کی بجا آوری

اسی طرح حضرت ابوھریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیثِ قدسی بیان فرمائی کہ:

’’میرا قرب حاصل کرنے کے لئے سب سے محبوب ذریعہ فرائض کی بجا آوری ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور جب وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں‘‘
(صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب التواضع)

(5) کامل اطاعتِ رسولؐ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

’’اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران 32:3) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یک طرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اسکی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوتِ جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی، بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اسکے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنالیتا ہے۔‘‘
(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 64-65)

(6) احسان سے کام لینا

دوسروں سے نیکی اور حسنِ سلوک کرنا اور احسان سے کام لینا انسان کو اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ:

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (البقرۃ 196:2)

یعنی احسان سے کام لو اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

(7) سچی توبہ کرنا

سچی توبہ انسان کو دھو دیتی ہے اور وہ نئی روحانی پیدائش کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ یہ وہ حالت ہے جو خدا کو بہت پسند ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (البقرۃ 223:2)

یعنی اللہ ان سے جو اس کی طرف بار بار رجوع کرتے ہیں اور سچی توبہ کرتے ہیں یقیناً محبت کرتا ہے۔

(8) ظاہری وباطنی صفائی کا اہتمام کرنا

اللہ تعالیٰ بہت ہی پاک اور لطیف ذات ہے اس لئے وہ اپنی محبت کا اظہار انہیں لوگوں سے کرتا ہے جو ہر طرح کی صفائی کا خیال رکھتے ہوں۔ جیسا کہ فرمایا کہ:

وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرۃ 223:2)

یعنی وہ ظاہری وباطنی صفائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(9) تقویٰ اختیار کرنا

نیکی اور اچھائی کے لئے تقویٰ ایک اہم شرط ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

چنانچہ محبت الٰہی کے حصول کے لئے بھی تقویٰ بنیادی شرط ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ○ (آل عمران 77:3)

ہاں ہاں جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو اللہ متقیوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے۔

(10) مصیبت پر صبر کرنا

مومنوں کی زندگی میں مصائب وآلام ان کی ترقیات کے لئے ضروری ہیں۔ پس مصائب پر صبر کرنا بھی محبتِ الٰہی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ o

(آل عمران 147:3)

یعنی نہ تو وہ اس تکلیف کی وجہ سے جو انہیں اللہ کی راہ میں پہنچی تھی سست ہو گئے اور نہ کمزوری دکھائی اور نہ انہوں نے (دشمنوں کے سامنے) تذلل اختیار کیا۔ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(11) توکل علی اللہ کرنا

انسان کی زندگی میں اونچ نیچ آتے رہتے ہیں۔ ہر حال میں اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا اور اسی پر توکل رکھنا انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ o (آل عمران 160:3)

جب تو کسی بات کا پختہ ارادا کر لے تو اللہ پر توکل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

(12) انصاف کرنا

انصاف بہت بڑی خوبی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں امن و شانتی پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے انصاف کا قیام محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ o (المائدۃ 43:5)

یعنی اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

عقیدہ کی تصحیح، نیک صحبت، معرفت، صبر، حسنِ ظن اور دعا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اول تصحیحِ عقیدہ کرے۔ ... مسلمانوں کا وہی خدا ہے جس کو انہوں نے قرآن کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جب تک اس کو شناخت نہ کیا جائے، خدا کے ساتھ کوئی تعلق اور محبت پیدا نہیں ہو سکتی نرے دعوے سے کچھ نہیں بنتا۔ پس جب عقیدہ کی تصحیح ہو جاوے تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ نیک صحبت میں رہ کر اس معرفت کو ترقی دی جاوے اور دعا کے ذریعہ بصیرت مانگی جاوے جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑھتی جاوے گی اسی قدر محبت میں ترقی ہوتی جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ محبت کے بدوں معرفت ترقی پذیر نہیں ہو سکتی۔ دیکھو انسان ٹین یا لوہے کے ساتھ اس قدر محبت نہیں کرتا جس قدر تانبے کے ساتھ کرتا ہے پھر تانبے کو اس قدر عزیز نہیں رکھتا جتنا چاندی کو رکھتا ہے اور سونے کو اس بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے اور ہیرے اور دیگر جواہرات کو اور بھی عزیز رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ اس کو ایک معرفت ان دھاتوں کی بابت ملتی ہے جو اس کی محبت کو بڑھاتی ہے پس اصل بات یہی ہے کہ محبت میں ترقی اور قدر و قیمت میں زیادتی کی وجہ معرفت ہی ہے۔ اس سے پیشتر کہ انسان سرور اور لذت کا خواہش مند ہو اس کو ضروری ہے کہ وہ معرفت حاصل کرے۔ لیکن سب سے ضروری امر جس پر ان سب باتوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ وہ صبر اور حسن ظن ہے جب تک ایک حیران کر دینے والا صبر نہ ہو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب انسان محض حق جوئی کے لئے تھکا نہ دینے والے صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت 70:29) یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر سعی اور مجاہدہ کرتے ہیں آخر ہم ان کی اپنی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ ان پر دروازے کھولے جاتے ہیں یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتے ہیں وہ پاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا۔

ے اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست"

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 461)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی اور حقیقی محبت عطا کرے تا کہ اس کے فضلوں، رحمتوں، برکتوں اور انعاموں کے وارث ہو سکیں۔ آمین۔

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988-3494

ای میل:

manager@ahmadiyyagazette.ca

وصل حبیب

رشید قیصرانی

پہنچے ہیں ترے پاس ترے چاہنے والے
دولت کے خزانے تھے نہ ثروت کا نشہ تھا
آنکھوں میں فقط تیری محبت کا نشہ تھا
کمخواب کے ملبوس نہ زرکارِ شبستاں
تھے زر و جواہر نہ کوئی لعل بد خشاں
سطوت کا نشاں تھا نہ کوئی تاجِ سہانہ
بد حال کچھ اتنے تھے کہ ہنستا تھا زمانہ
جذبات کی دولت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا
بس تیری محبت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا
ہر حال میں لیکن تیری محفل کو سجایا
سینے سے لگایا تجھے آنکھوں میں بٹھایا
پلکوں سے تری راہ کا ہر خار اُٹھایا
نظروں نے ترے سامنے اک فرش بچھایا
دیوانوں نے پردہ ترے جلووں سے ہٹایا
دیدار کا مژدہ تھا کہ سرِ عام سنایا
جلوے ترے دنیا میں فراواں بھی ہوئے ہیں
جی بھر کے تری دید کے ساماں بھی ہوئے ہیں
دیوانے ترے وجد میں رقصاں بھی ہوئے ہیں
محفل میں تری چاک گریباں بھی ہوئے ہیں
سینوں میں ترے نام کی اک ہوک اٹھی ہے
دنیا میں پھر اک بار تری دھوم مچی ہے
لَوٹے ہیں بڑی شان سے پھر اگلے زمانے
پھر عام ہوئے تیری محبت کے افسانے
پھر تیری نئے شان سے تصویر بنی ہے
پھر زلف تیری حلقۂ زنجیر بنی ہے
اونچا کیا اللہ نے ترے بام کا پرچم
لہرایا زمانے میں ترے نام کا پرچم
جس شہر میں ہم چاک گریبان گئے ہیں
اس شہر میں سب نام ترا جان گئے ہیں

خصوصی کمیٹی میں کیا گزری؟

مکرم محمود احمد ملک صاحب، ایڈیٹر انصارالدین لندن

دوسری آئینی ترمیم 1974ء

خصوصی کمیٹی میں کیا گزری : تاریخ کا ایک باب

مرتبہ :ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

ناشر:اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز، اسلام آباد،ٹلفورڈ، سرے، انگلستان۔1990ء، 525 صفحات

زندہ قوموں کی تاریخ میں ایسے ادوار آتے رہتے ہیں جب انہیں اپنی اور اپنے نظریات کی بقا اور حفاظت کے لئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر قربانیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ شائد یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ کسی قوم کی زندگی کے لئے اُس کے افراد کا ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا اور مادی قربانیاں پیش کرتے ہوئے اپنے اعلیٰ مقصدِ حیات اور مطمحِ نظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے فخر وشکر کا اظہار کرنا ایک نہایت قابل تحسین امر ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک ایسی زندہ اور زندگی بخش حقیقت ہے جسے اپنی سوا سو سالہ تاریخ میں شدید مخالفتوں اور ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور کسی معاند کا شر جماعت احمدیہ کے راستہ کی رکاوٹ نہیں بن سکا۔ اگرچہ شریروں کی شرارتوں سے انفرادی یا اجتماعی طور پر بے شمار احمدیوں کو ابتلا پیش آئے اور معصوم احمدیوں کو مشق ستم بنایا گیا۔ اگرچہ اِن مظالم کے نتیجہ میں بھی بظاہر وقتی طور پر ترقی کا قدم دھیما ہوتا ہوا نظر تو آیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سکوت صرف اس لئے تھا کہ ایک بڑی جست کے لئے قوت مجتمع کی جائے۔ چنانچہ ہر ایسے ابتلا کے بعد عالمگیر جماعت احمدیہ فتوحات کی ایسی عظیم الشان راہوں پر قدم مارتی ہوئی نظر آئی جن کا تصور بھی اس ابتلا سے پہلے نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہ نظارہ احمدیوں نے بارہا دیکھا کہ خلوصِ دل اور پُرعزم حوصلوں کے ساتھ علاقائی اور قومی سطح پر دی جانے والی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرما کر عالمگیر سطح پر ایسی شاندار ترقیات سے نوازا جس نے مومنین کے ایمانوں کو مزید مضبوط کردیا۔

پس کسی احمدی کا قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے کیونکہ یہ قربانی احمدیت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے علاوہ اسے شاندار ترقیات اور غیر معمولی فتوحات کے راستہ پر رواں دواں رکھنے کے لئے بھی مہمیز کا کام کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف مخالفین کے ظالمانہ اقدامات اپنی انتہائی سفاکی تک پہنچنے کے باوجود بھی اُنہیں حسرت و یاس کے علاوہ کچھ عطا نہیں کرتے۔ بلکہ معاندین تو اپنی قلبی عداوت اور شقاوت میں سب کچھ بھی کر گزریں تو بھی اُن کا اندرونی حسد اور تعصب کا دوزخ اُن کو مجبور کرتا چلا جاتا ہے کہ وہ اس آگ کو مزید بھڑکائیں اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کے نعرے لگاتے ہوئے اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں کی لکیر پیٹنے کے ساتھ اپنی نام نہاد فتح کا ڈنکا بجانے کے لئے کذب و افتراء کی ایک ایسی عمارت تعمیر کریں جس کی بیرونی دیوار کی ہر اینٹ ابوجہل کی وحشت و جہالت سے مستعار لی گئی ہو اور اُس عمارت کا اندرونہ ابولہب کی بھڑکائی ہوئی اُس آگ کی طرح ہو جو آخر کار بھڑکانے والے کو ہی جلا کر خاکستر کردیتی ہے۔ لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ دشمن کی یہی آتشِ حسرت و یاس دوسری طرف ابراہیمی طیور کے لئے ایک ایسی بہشت بن کر گُل و گلزار کا ساماں پیدا کردیتی ہے جو مومنین کے لئے دنیا و آخرت میں امن و سکون کی ضمانت بن جاتی ہے۔

معاندین احمدیت نے بار بار اپنا نشتر معصوم احمدیوں پر آزمایا اور اپنی انتہائی کوشش کرنے کے باوجود بھی اپنی نامرادیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے بدنصیب دل پر احمدیت کی کامیابیوں کے رعب کو بھی محسوس کیا۔ لیکن پھر عیار شعبدہ بازوں کی سی قبیح حرکات کرتے ہوئے اپنی اندوہناک شکست کو فتح کا لبادہ پہنانے کے لئے میدان میں اتر آئے اور اپنی زبان وقلم سے جھوٹے دعووں کے انبار پر انبار لگاتے رہے۔ اپنے شکست خوردہ رہنماؤں کو ایسے القابات سے نوازتے رہے گویا وہ احمدیت کے خلاف ایسی تلوار ثابت ہوئے جس نے احمدیت کو صفحۂ ہستی سے گویا نابود ہی کردیا۔ ایسے شرمناک دعوے کرنے والے نہیں جانتے کہ اُن کا مقابلہ ’’سلطان القلم‘‘ کے ایسے غلاموں سے ہے جو اپنے دشمن کی ہر مکارانہ چال کو نہ صرف اچھی طرح پہچانتے ہیں بلکہ اپنے امام کی اقتداء میں زبان وقلم کے ہر محاذ پر کذب و افتراء کی ملمّع کاریوں کے دانت کھٹے کرنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ ’سلطان القلمؑ‘ کے غلاموں میں آج ایسے کئی سلطان ہیں جن کی زبان اور قلم سے بہتا ہوا سچائی کا دریا دشمن کی کذب و افتراء کی سیاہی کو اپنے ساتھ بہالئے جاتا ہے۔

سردست ایک ایسی کتاب ہمارے پیش نظر ہے جسے مرتب کرنے والے محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کی غیر معمولی کاوشیں اُن کے لئے بے شمار دعاؤں اور محبتوں کے تحفے لارہی ہیں۔ یہ اہم کتاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کے ایک ایسے سیاہ باب سے پردہ اٹھاتی ہے جو افسوسناک ہے اور شرمناک بھی۔ اس کتاب میں اُس دوسری آئینی ترمیم کا پس منظر بیان کرنے کے بعد اس ترمیم کے اُن بداثرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں لاکھوں کلمہ گو پاکستانی احمدی اپنے ہی وطن میں، بیک جنبش قلم، دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیئے گئے۔

’’خصوصی کمیٹی میں کیا گزری!‘‘ نامی اس کتاب میں دوسری آئینی ترمیم کے حوالہ سے اٹھائے جانے والے ظالمانہ اقدامات کے پس پردہ اُن عوامل کو بھی بے نقاب کیا گیا ہے جن کا لبادہ اوڑھ کر شاطر دشمن اپنے وطن کے عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں چالیس سال سے مصروف ہے۔ اس کتاب میں پاکستان قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی اُس ’’خصوصی کارروائی‘‘ کی حقیقت پیش کی گئی ہے جس کا سہارا لے کر نام نہاد علماء گزشتہ چالیس سال سے احمدیت کے خلاف زہر افشانی کرتے ہوئے وہ فلک شگاف نعرے لگا رہے ہیں، بلند و بانگ دعوے بھی کر رہے ہیں جن کا سچائی سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کو معاملات کو گہرائی میں جا کر سمجھنے کا خوب سلیقہ ہے اور آپ جسمانی بیماریوں کے علاوہ

معاشرتی اور اخلاقی بیماریوں کی تشخیص کا ملکہ بھی رکھتے ہیں۔ بیماری کے پیش نظر اگر نشتر بھی چلانا پڑے تو بھی ہمدردی کا پہلو آپ کے سامنے رہتا ہے۔ حالات و واقعات خواہ کیسے ہی قلمبند کئے جا رہے ہوں، آپ کا قلم کبھی بھی بے قابو ہو کر تعصّب کا زہر نہیں اُگلتا۔ چنانچہ آپ کی بہت سی دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی فہیمانہ تحریر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے اور اس قابل ہے کہ اسے نہ صرف خود پڑھا جائے بلکہ ایسے شریف النفس دوستوں کو بھی برائے مطالعہ دی جائے جو آئینِ پاکستان میں 1974ء میں کی جانے والی ایک اہم ترین ترمیم کا تجزیہ کرنے کا شوق (تاریخی حقائق کے حوالہ سے) رکھتے ہوں۔

اس کتاب کی اہمیت ہم احمدیوں کے لئے تو یوں بھی ہے کہ چالیس سال سے ہم معاندین کی وہ لغویات سنتے چلے آ رہے تھے جو سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات کے علاوہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔ دوسری طرف ہمارے پاس کوئی ایسی دستاویز بھی نہیں تھی کہ خصوصی کمیٹی میں ہونے والی کارروائی کی حقیقت ہم جان سکتے۔ اس کتاب کی اشاعت نے اِس کمی کو نہایت خوش اسلوبی سے دُور کر دیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت اس وقت ممکن ہوئی جب پاکستان قومی اسمبلی کی سپیکر محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا کی زیر ہدایت قومی اسمبلی کی اُس کارروائی سے پردۂ اخفا اٹھالیا گیا اور پابندی ختم کر دی گئی جس پر چار دہائیاں قبل (مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے) پابندی عائد کی گئی تھی۔ اب یہ کارروائی سرکاری طور پر شائع کر دی گئی ہے مگر بالعموم دستیاب نہیں ہے۔

اس کتاب کی اہمیت ایسے غیر از جماعت شرفاء کے لئے بھی ہوگی جو قومی اسمبلی کی 'خصوصی کمیٹی' کے اندرونی حقائق جاننے کے باوجود بھی یہ معلوم کرنے سے قاصر تھے کہ اتنے وسیع پیمانہ پر چلائی جانے والی شاطرانہ چالوں کا آخری مقصد کیا ہوسکتا ہے۔ وہ یہ تو جانتے تھے کہ اِس آئینی ترمیم کا اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے لیکن انہیں اِس سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا کہ (کذب بیانی کے ماہر) مذہبی لبادہ اوڑھنے والوں نے بعض بدقسمت سیاستدانوں کے کندھوں کو استعمال کرنے کے لئے اُنہیں ایسے کون سے سبز باغ دکھائے تھے جو کبھی بھی بار آور نہ ہو سکے۔

اس کتاب کی اہمیت شاطرانہ چالوں میں مہارت رکھنے والے ایسے مذہبی شر پسندوں کے لئے بھی یقیناً ہوگی جو 1974ء میں اِس آئینی ترمیم کو کروانے کے لئے ہر بدبختی قبول کرنے پر (کشادہ دلی سے) آمادہ تھے۔ یہ کتاب اُنہیں آئینہ دکھاتے ہوئے ثابت کر رہی ہے کہ سچائی پر ڈالے جانے والے کذب کے تمام پردے آخر چاک ہو کر رہتے ہیں اور افتراء کے بادلوں سے صداقت کے سورج کا نُور چھپایا نہیں جا سکتا۔ جب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سورج اپنا چہرہ دکھاتا ہے تو ایک دنیا ''جاء الحق و زھق الباطل'' کا شاندار نظارہ ضرور دیکھتی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت تاریخ کے اُن طالب علموں کے لئے بھی ہے جو معاملات کو درست کرنے کی سعی تو کرتے ہیں لیکن محض جھوٹ کے دبیز پردوں نے اُن کے ذہن کو حقیقت سے کوسوں دُور کر دیا ہے۔ اس کتاب سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ خصوصی کمیٹی کی کارروائی میں اسمبلی کے سامنے معاملہ کس رنگ میں زیر بحث لایا گیا تھا، اسمبلی کے آئینی اختیارات کیا تھے، جماعت احمدیہ کا مؤقف کیا تھا، سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر جو جرح کی گئی تھی اس کا اثر اور ماحصل کیا تھا، قومی اسمبلی اس معاملہ سے کس انداز سے نبرد آزما ہوئی اور کہاں تک اس نازک ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکی۔ توقع کی جانی چاہئے کہ آنے والے دنوں میں اہل علم اور اہل نظر حلقوں کی طرف سے اس کارروائی کا باریک بینی سے تجزیہ اور بصیرت افروز اور چشم کشا تبصرے بھی سامنے آئیں گے۔

اس کتاب کا مطالعہ یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت کا خدا تعالیٰ کا وعدہ نہایت شان سے پورا ہوا۔

قومی اسمبلی کی اس کارروائی میں جماعت احمدیہ کا وفد ایک گواہ کی حیثیت سے پیش ہوا اور جماعت احمدیہ کا مؤقف ایک محضر نامہ کی صورت میں پڑھا گیا اور جماعت احمدیہ کا یہ مؤقف پیش کیا گیا کہ قانون کی رُو سے، عقل کی رُو سے اور قرآنی تعلیمات اور احادیث نبویہ کی رُو سے دنیا کی کوئی بھی پارلیمنٹ یا اسمبلی اس سوال کے بارے میں فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ اس کے بعد ممبرانِ قومی اسمبلی نے گیارہ روز تک جماعت احمدیہ کے وفد سے سوالات کئے۔ اس کارروائی کے دوران ہی اس کا ریکارڈ محفوظ کرنے کے حوالے سے ایسی باتیں سامنے آئیں جن سے یہ بات واضح ہوتی تھی کہ انصاف کے معروف تقاضے پورے نہیں کئے جا رہے۔ دنیا بھر کی عدالتوں میں یہ طریقۂ کار ہے کہ جب کوئی گواہ بیان دیتا ہے تو اس کے بیان کا تحریری ریکارڈ گواہ کو سنایا جاتا ہے اور دکھایا جاتا ہے اور وہ اس بیان کو تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ بیان ریکارڈ کا حصہ بنتا ہے۔ لیکن اس کارروائی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ ہمیں بھی اس کی کاپی دی جائے لیکن انکار کیا گیا اور ایک ممبر اسمبلی کی طرف سے بھی یہ سوال اٹھایا گیا کہ کیا جماعت احمدیہ کے وفد کو اس کی کاپی دی جائے گی؟ تو سپیکر صاحب نے کہا کہ ان کو اس کی کاپی نہیں دی جائے گی۔ حالانکہ دنیا بھر کی عدالتوں میں اور پارلیمنٹری کمیٹیوں میں بھی جب کوئی گواہ پیش ہوتا ہے تو گواہ کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی گواہی کا تحریری ریکارڈ ملاحظہ کرے اور اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس کی نشاندہی کر کے اسے درست کرائے۔ بلکہ اگر گواہ پسند کرے تو اضافی تحریری مواد بھی ریکارڈ میں شامل کر سکتا ہے۔ لیکن قومی اسمبلی (سپیشل کمیٹی) میں بطور گواہ پیش ہونے والے جماعت احمدیہ کے وفد کو اُس کے بیان کا تحریری ریکارڈ نہیں دکھایا گیا۔ بلکہ یہ ظلم کیا گیا کہ جس دن قومی اسمبلی نے آئین میں دوسری ترمیم کی منظوری دی اُسی روز وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی میں تقریر کی اور کہا کہ گو ابھی اس کارروائی کو خفیہ رکھا گیا ہے لیکن بعد میں اس کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

اگرچہ بعد میں بھی یہ کارروائی تو منظر عام پر نہ آئی لیکن اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی کا تحریری ریکارڈ مرتب کرنے کا کام مولوی ظفر احمد انصاری کے سپرد کیا گیا ہے تا کہ وہ ''حسب خواہش'' اس کارروائی کو اغلاط سے پاک کر کے محفوظ کرنے کا کام شروع کریں۔

یہ مولوی صاحب جماعت احمدیہ کے اشد مخالفین میں سے تھے اور بطور رکن اسمبلی، قومی اسمبلی میں ان کے سوالات اور تقاریر اس بات کا ثبوت ہیں۔ حیرت ہے کہ جو لوگ اس معاملہ میں مدعی تھے وہ خود ہی قاضی بن گئے اور پھر ستم ظریفی یہ ہوئی کہ اپنی غلطیوں کی تصحیح کرنے کے لئے خفیہ کارروائی کا ریکارڈ اپنے ہی ایک رُکن کے سپرد کر دیا تا کہ وہ اس کو درست کر کے مرتب کرے۔ افسوسناک امر یہ بھی ہے کہ یہ ریکارڈ مولوی ظفر احمد انصاری صاحب کے سپرد کرنے کے بعد ایک طویل خاموشی طاری ہوگئی اور کچھ معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کن اغلاط کی تصحیح میں مصروف رہے ہیں۔

گزشتہ چار دہائیوں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس کارروائی کو منظر عام پر لایا جائے لیکن دوسری طرف سکوتِ مرگ طاری تھا۔ مولوی حضرات اس حوالہ سے متضاد بیانیاں تو کرتے رہے لیکن یہ مطالبہ نہ کیا کہ اس کارروائی کے اصل ریکارڈ کو منظر عام پر لایا جائے۔ یہ طبقہ مولویاں اس خوف کے آسیب سے باہر نہ آ سکا کہ کہیں حقائق منظر عام پر نہ آ جائیں۔ آخر کار 36 سال بعد لاہور ہائی کورٹ میں دائر ہونے والے ایک مقدمہ کے نتیجہ میں عدالت نے اس کارروائی کو منظر عام پر لانے کا حکم دیا جس کے بعد سپیکر نے اس کارروائی کو شائع کرنے کی اجازت دی۔

جب یہ کارروائی شائع ہوئی تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ حقائق چھپانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا مؤقف جو ایک محضر نامہ پر مشتمل تھا اور خصوصی کمیٹی کی کارروائی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ مؤقف خود پڑھ کر سنایا تھا، وہ ''محضر نامہ'' شائع کی جانے والی کارروائی میں شامل نہیں کیا گیا۔ لیکن اس کے برعکس جماعت کے مخالفین کی طویل تقاریر اس میں شامل اشاعت کی گئی تھیں۔ اسی طرح محضر نامہ کے ضمیمے کے طور پر جماعت احمدیہ نے جو مضامین اور کتابچے جمع کرائے تھے، وہ بھی اس اشاعت میں شامل نہیں کئے گئے لیکن مخالفین کے ضمیمے اس کی اشاعت کا حصہ بنا دیئے گئے۔

شائع کی جانے والی کارروائی میں بعض جگہوں پر نمایاں سرخیاں لگا کر خلاف واقعہ تأثر پیدا کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ مثلاً 30 اگست 1974ء کے روز کی کارروائی کے ریکارڈ میں ایک جگہ یہ ہیڈنگ درج ہے: ''مرزا ناصر احمد صاحب سے''۔ اور پھر نیچے کچھ سوالات درج ہیں۔ تأثر یہ دیا گیا ہے کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے یہ سوالات کئے گئے تھے اور آپؒ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یا جماعت احمدیہ کے وفد کا کوئی رُکن وہاں موجود ہی نہیں تھا اور نہ یہ سوالات کبھی اُن تک پہنچائے گئے۔ خدا جانے یہ سوالات کس سے کئے جا رہے تھے۔

قومی اسمبلی کے قوانین میں درج ایک قاعدہ کے مطابق کسی گواہ کے بیان کا حرف بحرف ریکارڈ رکھنا ضروری ہے۔ لیکن شائع ہونے والی کارروائی میں اس قاعدہ کے برخلاف طریق اختیار کیا گیا ہے مثلاً جن مقامات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حوالہ کے طور پر عربی عبارت پڑھی ہے وہاں اصل عبارت کی جگہ صرف ''عربی'' لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ مولوی ظفر احمد انصاری صاحب اور اسمبلی کے ممبران کئی مولوی صاحبان کو عربی دانی کا دعویٰ تھا۔ لیکن اگر یہ سب عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھے تو حسب قواعد ضروری تھا کہ جماعت احمدیہ کے وفد کو متعلقہ حصہ دکھا کر اصل عبارت درج کر لی جاتی۔ اس گروہ مولویان کو ایسا کونسا خوف دامنگیر تھا جس نے انہیں انصاف کے اس ادنیٰ تقاضے کو پورا کرنے سے روکے رکھا!

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر جماعت احمدیہ اس کارروائی کی اشاعت کو مکمل یا جزوی طور پر مسترد کر دے تو یہ جماعت احمدیہ کا حق ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے اس چیلنج کو نہایت جرأت سے قبول کیا ہے اور چھپائے جانے والے حقائق اور فریق مخالف کے مؤقف کی کمزوری کو تلاش کر کے نہایت خوبصورتی سے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ بلکہ جماعت کے خلاف چلائی جانے والی معاندین کی اس خوفناک تحریک کے پس منظر اور پیش منظر سمیت قریباً تمام پہلوؤں کو اس خوش اسلوبی کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ حقیقت شناسی کا مرحلہ بہت آسان نظر آنے لگا ہے۔

1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف چلائی جانے والی اس تحریک کا پس منظر یوں ہے کہ دشمن یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے ساتھ ہی یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی طویل علالت کے دوران مخالفین نے اپنے لٹریچر میں بار ہا اس امید کا اظہار کیا تھا۔ لیکن خلافتِ ثالثہ کے آغاز کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی ترقیات کے نئے ابواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ مغربی افریقہ کے دورہ کے ساتھ ہی وہاں کی جماعتی ترقیات سب کے سامنے آگئیں۔ حضورؒ نے اسی دوران نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے آغاز کا اعلان بھی فرمایا اور دورہ سے واپسی پر احمدی ڈاکٹروں سے خطاب کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ: ''ہماری اس سکیم (نصرت جہاں سکیم) کا اس وقت تک جو مخالفانہ ردّعمل ہوا ہے وہ بہت دلچسپ ہے۔ ... جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ ویسٹ افریقہ میں احمدیت اتنی مضبوط ہو چکی ہے کہ وہاں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس واسطے پاکستان میں ان کو کچل دو تا کہ وہاں کی سرگرمیوں پر اس کا اثر پڑے اور جماعت کمزور ہو جائے۔ بالفاظِ دیگر جو ہمارا حملہ وہاں عیسائیت اور شرک کے خلاف ہے اسے کمزور کرنے کے لئے لوگ یہاں سکیم سوچ رہے ہیں۔ ویسے وہ تلوار اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کسی مخالف کو نہیں دی جو جماعت کی گردن کو کاٹ سکے۔''

پاکستان میں 1970ء میں ہونے والے عام انتخابات میں مذہبی جماعتیں کہلانے والی سیاسی پارٹیوں کو ہمیشہ کی طرح یہ توقع تھی کہ اُن کو ان انتخابات میں بہت بڑی کامیابی ملے گی اور وہ یہ دعویٰ کر رہی تھیں کہ اقتدار ملنے کے بعد جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک دینا اُن کے لئے کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ لیکن جہاں اِن نام نہاد دینی سیاسی جماعتوں کا ماضی ایسا تھا جس سے واضح ہوتا تھا کہ انہیں پاکستان کی سلامتی اور اس کی آزادی سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں ہے بلکہ وہ اپنے منشور کے مطابق عمل کرنے کی پابند ہیں۔ وہاں مشرقی پاکستان میں صوبائی خودمختاری کے نام پر عوامی لیگ کی جیت یقینی نظر آتی تھی اور خطرہ تھا کہ اگر کوئی سیاسی جماعت اکثریت حاصل نہ کر سکی تو مغربی پاکستان میں صوبائی سطح پر سیاسی ابتری پھیل جائے گی اور عدم استحکام پیدا ہو جائے گا۔ جس کا نتیجہ پاکستان کی کمزوری اور حکومت کی بے بسی کی صورت میں ہی نکل سکتا تھا۔

اس مرحلے پر پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو نے جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے بھٹو صاحب سے ملاقات کر کے اُن کی انتخابی مہم کا جائزہ لیا۔ بھٹو صاحب کو امید تھی کہ جماعت اُن کی مالی مدد کرے گی۔ لیکن اُنہیں بتایا گیا کہ یہ ممکن نہیں ہوگا کیونکہ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے اور وہ اس طرح ایک سیاسی پارٹی کی مدد نہیں کر سکتی۔ پیپلز پارٹی کے امیدواروں کی فہرست دیکھ کر حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے کہا کہ اس میں اکثریت کمیونسٹ حضرات کی ہے اور اگر یہ لوگ بھٹو صاحب کی مقبولیت کی آڑ میں کامیاب ہو گئے تو پاکستان پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس پر بھٹو صاحب نے پارٹی کے سینئر لیڈروں کے مشورہ کے بعد اعلان کیا کہ یہ لسٹ حتمی نہیں ہے۔ بالآخر نئی لسٹ میں کمیونسٹ حضرات کی تعداد کافی کم تھی۔

بہرحال ان انتخابات میں احمدیوں کی اکثریت نے پیپلز پارٹی کے حق میں حق رائے دہی استعمال کیا۔ 1973ء کی جماعت احمدیہ کی ایک ہنگامی مجلس شوریٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انتخابات کے حوالہ سے تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے مختلف سیاسی و مذہبی پارٹیوں کے ظاہری اور باطنی دعووں کو بیان فرمایا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ نے پیپلز پارٹی سے تعاون کا فیصلہ پاکستان کے استحکام اور بہتری کی خاطر ہی کیا تھا۔ کیونکہ اکثر نام نہاد اسلامی پارٹیوں کو اس بات پر بھی اعتراض تھا کہ احمدی اپنا حق رائے دہی کیوں استعمال کر رہے ہیں اور اُن کے لئے جداگانہ طریق کار ہونا چاہئے۔ اگرچہ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کو بھی یہ شکوہ تھا کہ جماعت احمدیہ اُن کی اتنی مدد کر رہی ہے تو پوری طرح اُن کا ساتھ کیوں نہیں دیتی۔ تاہم ایک مذہبی جماعت ہونے کے ناطے جماعت احمدیہ کا تعاون پاکستان کے استحکام کی خاطر ہی تھا ورنہ کسی ایک پارٹی کی حمایت کرنے کے خطرناک نتائج بھی نکل سکتے تھے۔

انتخابات کے اُن ایام میں احمدیت کے خلاف سرگرم عمل نیم سیاسی مذہبی پارٹیاں ایک طرف تو باہم ایک دوسرے سے دست و گریبان تھیں اور آپس کی دشمنی میں بھی مخالفین پر یہ الزام لگا رہی

تھیں کہ گویا اُنہیں قادیانی جماعت کی حمایت حاصل ہے۔ دوسری طرف بھٹو صاحب سے بھی اس بارہ میں سوالات کئے جارہے تھے کہ کیا اُن کا جماعت احمدیہ سے کوئی معاہدہ ہے یا کیا وہ اقتدار میں آکر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیں گے؟ ایسے سوالوں کا جواب بھٹو صاحب یہی دیا کرتے تھے کہ اُن کی پالیسی یہ ہے کہ ملک میں سوشلسٹ نظام رائج کریں جس میں تمام طبقوں کے عوام کا تحفظ کیا جاسکے۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ احمدیوں نے دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے مقابلہ پر پیپلز پارٹی کی حمایت کی۔

بہرحال انتخابات میں تمام مذہبی جماعتوں کو شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس شکست کے بعد نام نہاد مذہبی سیاستدان چور دروازوں سے سیاسی منظر میں اور پھر اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہونے کی منصوبہ بندی کرنے لگے اور اس مقصد کے لئے ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر جماعت احمدیہ کے خلاف تحریک چلا کر اپنے مذموم مقاصد پورے کئے۔

بعد میں پیپلز پارٹی کے بعض مفاد پرستوں نے بھی اپنی سیاسی ساکھ بڑھانے کے لئے اور اپنے سیاسی دشمنوں کو رام کرنے کے لئے احمدیوں کے جائز حقوق غصب کرنے کی باتیں شروع کردیں۔ اس دوران پاکستان کا آئین بھی منظور کیا گیا۔ یہ آئین متفقہ طور پر منظور کروانے کے لئے اراکین اسمبلی کو رشوت بھی دی گئی۔ بلکہ ایک مولوی صاحب کو بھٹو صاحب نے اپنے دفتر میں بلایا اور اُن کو دی جانے والی رشوت کی رقم دفتر میں اِدھر اُدھر پھینکی جسے مولوی صاحب گھٹنوں کے بل رینگ رینگ کر اٹھاتے رہے۔ اور بالآخر 1973ء کا آئین متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا جس میں احمدیوں کے خلاف قانونی اور آئینی کارروائی کرنے کے لئے بطور تمہید بعض دفعات کی منظوری دی گئی۔ مثلاً آئین میں ''ختم نبوت کا حلف نامہ'' بھی شامل کرلیا گیا جو صدر اور وزیراعظم کے لئے ضروری تھا۔ اسی طرح اگرچہ اراکین اسمبلی کے لئے مسلمان ہونے کی شرط نہیں تھی لیکن اُن کے لئے یہ اقرار کرنا ضروری تھا کہ غیر مسلم ہونے کے باوجود وہ نظریۂ اسلامی کی حفاظت کے لئے کوشاں رہیں گے۔ گویا احمدیوں کے خلاف قانون سازی کی بنیاد دراصل 1973ء کے آئین میں رکھ دی گئی تھی۔

اس کتاب میں کشمیر اسمبلی میں جماعت احمدیہ کے خلاف پیش ہوکر یکطرفہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد کی سرگزشت بھی بیان کی گئی ہے جس کے تحت احمدیوں پر پابندیاں لگانے کا آغاز کیا گیا۔ اس قرارداد کی منظوری پر رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری نے تار کے ذریعہ پاکستان کے صدر بھٹو کو مبارکباد دی (گویا یہ کارنامہ صدر ذوالفقار علی بھٹو نے سرانجام دیا ہو) اور انہوں نے دنیا کے مسلمان ممالک سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ اپنے ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیں۔

اس کتاب میں محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے احمدیت کے خلاف عالمی سطح پر ہونے والی سازشوں سے بھی نہایت عمدگی سے پردہ اٹھایا ہے اور 1974ء میں احمدیوں کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے تمام پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کو اپنے قانون میں غیر مسلم قرار دینے والوں کے جرنیل بھٹو صاحب کے انجام کو بھی بیان کیا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کے مواد کی تیاری کے دوران متعدد افراد کے انٹرویو بھی لئے اور اُن کی آراء بھی قلمبند کرکے پیش کی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب ہم نے ڈاکٹر مبشر حسن صاحب سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک اس قرارداد اور آئینی ترمیم کا ملک اور قوم پر کیا اثر پڑا؟ تو اُن کا جواب تھا: ''بہت بُرا اثر پڑا۔ نہایت بُرا اور دُور رس''۔ ''آپ دیکھ تو رہے ہیں گورنمنٹ کا کیا حشر ہوا۔ ان کی پارٹی کا کیا حشر ہوا۔ اس سے بُرا ہوسکتا تھا؟''۔

اس کتاب کے آخری صفحات میں 1974ء کے فیصلہ کے منطقی انجام کو مختلف حوالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ آج وہ حالات ہیں جب پاکستان میں نہ صرف فوجی مراکز کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے بلکہ عام مسلمان بھی قتل و غارت کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ عمل کسی طرح بھی اسلامی نہیں کہلاسکتا۔ آج پاکستان میں مسلمان کہلانے والوں کے کردار کے بارہ میں وہاں کے اخبارات اور میڈیا کے دیگر ذرائع جو کچھ بیان کررہے ہیں وہ اہل بصیرت کی چشم کشائی کے لئے بہت کافی ہونا چاہئے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب پر تبصرہ لکھنا یا اس کے مندرجات کو خلاصۃً بیان کرنا اور پھر اس کے منتخب حصوں کو ان صفحات کی زینت بنانا یقیناً کارِ دارد ہے۔ لیکن اس کتاب کا مطالعہ قاری کے ذہن میں موجود کئی نقشوں کو یکسر تبدیل کردینے کی بلاشبہ صلاحیت رکھتا ہے۔ 525 صفحات پر مشتمل A5 سائز کے بڑے صفحات کی یہ کتاب مجلّد یعنی Hard Cover کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ لکھائی اور چھپائی بہت عمدہ ہے۔ لیکن ان ظاہری خوبیوں کے باوجود اس کتاب کا اصل تعارف خود یہی کتاب ہے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21 فروری 2014ء)

سوچتا ہوں، یہ مسیحا سے کہوں

اے خدا شکر ترا کیسے ہو
تجھ میں ہو جاؤں فنا کیسے ہو

نطق میرا، مجھے آزار ہوا
جب بھی اُس نے یہ کہا کیسے ہو

میرا احوال کھلا ہے تم پر
ہو کے تم مجھ سے جدا کیسے ہو

سوچتا ہوں، یہ مسیحا سے کہوں
اے مرے دکھ کی دوا کیسے ہو

راہِ پُر خار مسافت میں تری
اب کوئی آبلہ پا کیسے ہو

اُن کو چھو کر، نہیں واپس آئی
مَیں بھی ہو جاؤں صبا کیسے ہو

دُور کر کے وہ مجھے پوچھتے ہیں
راس ہے اب یہ فضا کیسے ہو

میری خاموشی، مرا حال کہے
وہ کہیں روزِ جزا کیسے ہو

(مظفر منصور)

مجلس شوریٰ کے فوائد

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1۔ کئی نئی تجاویز سوجھ جاتی ہیں۔

2۔ مقابلہ کا خیال نہیں ہوتا اس لیے لوگ صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

3۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باتوں باتوں میں کئی باتیں اور طریق معلوم ہوجاتے ہیں۔

4۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو کام کرنے کی مشکلات معلوم ہوتی ہیں۔

5۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ خلیفہ کے کام میں سہولت ہوجاتی ہے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1922ء، صفحہ 16)

قسط نمبر 4

ہفت بندِ مظہر

در بیانِ مظالمِ 1974ء

غارت گری، زِ غارتِ بغدادؔ بر گُزشت
ہر عہد و ہر وثیقہ و پیمان سوختند

تباہی بربادی بغداد کی تباہی و بربادی سے بھی بڑھ گئی
انہوں نے تو ہر ایک میثاق اور عہدوپیمان کو آگ لگادی

(ترجمہ از رانا منظور احمد۔ بیت الاسلام لائبریری۔ کینیڈا)

محمد احمد مظہر

18 دسمبر 1982ء

بندِ پنجم

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآء

اور تو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کردیتا ہے

خواہد چو لُطفِ ایزدی اصلاحِ کار ہا
جب خدا تعالیٰ کا لطف و کرم کاموں کو سنوارنا چاہتا ہے

پیدا شوَد بہارہا، از شعلہ زار ہا
تو بھڑتی ہوئی آگوں میں سے بہاریں پیدا ہو جاتی ہیں

بخشد گہے، کہ، بازستاند دگر گہے
ایک وقت کسی کو عطا فرما دیتا ہے اور ایک وقت کسی دوسرے سے واپس بھی لے لیتا ہے

جاہ و جلال و عظمت و عِزّ و وقار ہا
یعنی شان و شوکت اور عظمتیں اور عزتیں

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآء
اور تو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے

زینگونہ انقلاب ہا، دیدیم بار ہا
اس طرح کے انقلابات ہم نے بارہا دیکھے ہیں

فیضانِ ایزدی، اگر باشد نہ کار ساز
اگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم کاموں کو سنوارنے والا نہ ہو

نے اقتدار مانَد و نے اِختیار ہا
تو نہ کوئی اقتدار باقی رہ سکتا ہے نہ اختیارات

قانون ہا، اگر شوَد، محکومِ مصلحت
قوانین اگر مصلحتوں کے تابع ہو جائیں

برخیزد ، از زمانہ ، ہمہ اعتبار ہا
تو زمانہ سے ہر قسم کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے

برہم شوَد، نظام ہا، درہم قِوام ہا
تمام نظم و ضبط ، روابط اور ثبات و استحکام درہم برہم ہو جاتے ہیں

در آید انتشار ہا، در کاروبار ہا
اور تمام کاموں میں بد نظمی پیدا ہو جاتی ہے

نے پاسِ عہد مانَد، و نے امن و عافیت
نہ کسی عہد کا لحاظ رہتا ہے۔نہ ہی امن و عافیت باقی رہتی ہے

واژونہ اوفتد، ہمہ قوَل و قرار ہا
نیز ہر قول و اقرار کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے

ہم جُرم ہا فزوں شَوَد اندر معاشرہ
معاشرہ میں جرائم بھی بڑھ جاتے ہیں

ہم شِحنہ، دست بر کُند، از گیرودار ہا
کوتوال بھی پکڑ دھکڑ سے دستکش ہو جاتا ہے

قرآں اساسِ زندگی داند قِصاص را
قرآن کریم جرم کا بدلہ لینے کو زندگی کی بنیاد قرار دیتا ہے

روشندلاں، نہ جُستہ اند، از وَے فرار ہا
صاحب بصیرت لوگ اس اصول سے گریز اختیار نہیں کرتے

با نیکواں، بدی بوَد، نیکوئی، با بداں
بُرے لوگوں سے نیکی کرنا نیک لوگوں سے بُرائی کرنے کے مترادف ہوتا ہے

خُرّم کسے کہ بنگرد، انجامِ کار ہا
خوش و خرم ہو وہ شخص جو معاملات کے انجام کو دیکھتا ہے

اندر قفائے ہر عَمل، ردِّ عَمل بوَد
ہر عمل کے پیچھے اس کا ردِ عمل لگا ہوا ہے

خارے چو کاشتی، درَوِی خار زار ہا
جب تو نے کانٹے بوئے ہیں تو کانٹوں کی فصل ہی کاٹے گا

دانی؟ کہ برگِ خُشک، با گُلہائے تر چہ گُفت
کیا تو جانتا ہے کہ خشک پتے نے تروتازہ پھولوں سے کیا کہا

تا چند، اَے نگار ہا، عیشِ بہار ہا
اے میرے پیارو! یہ بہاریں اور کب تک چلیں گی

نے عہدِ گُل بمانَد و نے کارِ گُل فروش
نہ پھولوں کا موسم رہے گا نہ پھول بیچنے والے کا کام

ہم باغباں، بر آورد، کالائے خود بدوش
باغبان بھی اپنا سامان کندھے پر اُٹھا کر چلا جائے گا

بندِ ششم

دربیانِ حقیقتِ نفس الامری

ہمارے اندرونے کی حقیقت کا بیان

عالَم تمام دَانَد و، دَانَد خُدائے ما
سارا عالم جانتا ہے اور ہمارے پروردگار کو بھی خوب علم ہے

با مصطفٰے، تمام تر، عِشق و وفائے ما
ہمارا عشق، ہماری وفا سب کی سب حضرت محمد مصطفٰے صل اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

ختمِ الرسل، صدوق و امین، سیّدُ الوریٰ
جو کہ خاتم الرسل ہیں، صدیق و امین ہیں۔سب دنیا کے سردار ہیں (ﷺ)

خیرُ الانام، جانِ جہاں، مُقتدائے ما
تمام مخلوقات سے بہترین و افضل، جہان کی جان اور ہمارے پیشوا ہیں

مقصودِ ما، اِشاعتِ اِسلام، در جہاں
ہمارا مقصود دنیا میں اسلام کی اشاعت کرنا ہے

فتویٰ فروش، بے خبر، از ماجرائے ما
فتویٰ فروش (ملّا) ہمارے حال سے بے خبر ہے

کافر گری، بہانۂ، بیچارگاں بوَد
کفر کے فتوے لگانا تو بے چارگی کا عذر ہوا کرتا ہے

تبلیغِ دیں نکرد، کسے، ما سوائے ما
دین کی تبلیغ تو ہمارے سوا کسی اور نے نہیں کی

اَحبار و اَغنیاء، ہمہ در گوشۂ خمول
ان کے جبّہ پوش اور دولتمند سب کے سب گوشہ گمنامی میں پڑے ہیں

سایہ فگند، بر ہمہ عالَم، لوائے ما
جب کہ ہمارا جھنڈا کل عالم پر سایہ افگن ہے

قِسمت نگر، کہ مَولوی، تکفیر پیشہ کرد
قسمت دیکھ۔ کہ مولوی نے تو کفر سازی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے

تبلیغِ دِیں، تمام تر، باشد برائے ما
اور دین کی تبلیغ تمام کی تمام ہمارے حصہ میں آ ئی ہے

ہشتاد و پنج سال، از تاریخِ ما بہ بیں
ہماری تاریخ کے 85 سالوں کو دیکھ

بُود است، بہرِ اِعتلا، ہر اِبتلائے ما
ہم پر ہر ابتلا ترقی اور بلندی کے لئے ہی آیا ہے

طوفاں کُند، سفینۂ ما را بلند تر

طوفان ہماری کشتی کو مزید بلند کر دیتا ہے

پیہم، خُدائے پاک بوَد، نا خُدائے ما

خدائے قدوس مسلسل ہمارا ناخدا ہوتا ہے

خُونِ چہل شہید را، مَشمار رائگاں

مت خیال کر کہ چالیس شہیدوں کا خون ضائع چلا گیا

ثبت است، بر زمان و زمی، خُوں بہائے ما

بلکہ زمانے اور زمین کے ذمہ ہمارا خون بہا واجب ہو گیا ہے

بردار، پائدار شَو، عبداللطیفؓ وار

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی طرح سولی پر (بھی) ثابت قدم رہ

اندر رِضائے دوست، مے باید رِضائے ما

دوست کی رضامندی میں ہی ہماری رضا بھی ہونی چاہئے

نَو دَولتانِ شہر را، از من پیام دِہ

شہر کے نئے نئے مالداروں کو میری طرف سے پیغام پہنچا

دِیدید، خِیر خِیر، در کرب و بلائے ما

کہ ہمارے دکھ اور تکلیف کو حیرت اور بے چارگی سے صرف دیکھتے ہی رہے

آوائے بر نداشت، یکے از شُما ہمے

تم میں سے کسی ایک نے بھی کوئی آواز نہ اُٹھائی

غَیر از خُدا، نبُود کسے، مُلتجائے ما

خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ہماری جائے پناہ نہ تھا

مِنّت خُدائے را، کہِ مُعین است و مہرباں

خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ خود مددگار اور مہربان ہے

اِحسانِ ناکساں نہ شُد، زنجیرِ پائے ما

ادنیٰ لوگوں کا احسان ہمارے پاؤں کی زنجیر نہ بنا

ظُلمِ عظیمِ خویش نِگر، صبرِ ما بہ بیں

اپنے حد درجہ ظلم کو دیکھ اور ہمارے صبر کو دیکھ

آں بُودہ انتہائے تو، وِیں انتہائے ما

وہ تیری انتہا تھی اور یہ ہماری انتہا

بر ما گُزشت، آں ہمہ بر گردنِ تو ماند

جو کچھ ہم پر گزری ہے وہ سب تیری گردن پر ہے

اَے بے خَبر، زِ حکمتِ ربُّ العُلائے ما

اے کہ تو ہمارے ربِ اعلیٰ کی حکمت سے بے خبر ہے

تاریخِ اوّلیں شُدہ، تاریخِ آخریں

پہلوں کی تاریخ پچھلوں کی تاریخ بن گئی ہے

از ما مپُرس، وا بہ بیں، خُونیں قبائے ما

ہم سے نہ پوچھ آ اور پھر غور سے ہماری خون آلود قمیض دیکھ لے

دِلدادگانِ میرزآ، جاں دادگاں شُدند

مسیح موعود علیہ السلام کو دل پیش کرنے والے جان پیش کرنے والے بن گئے

از بہرِ حق فنا شُدن، باشد بقائے ما

حق کے لئے فنا ہو جانا ہی ہماری بقا کا موجب بنتا ہے

خُونِ چہل شہید را، مَشمار رائگاں

مت خیال کر کہ چالیس شہیدوں کا خون ضائع چلا گیا

ثبت است، بر زمان وزمی، خُوں بہائے ما

بلکہ زمانے اور زمین کے ذمہ ہماراخون بہا واجب ہو گیا ہے

یا ربِّ ذوالمِنن، بحقِ سید الوریٰ

اے محسن پروردگار! سید الوریٰ صل اللہ علیہ و سلم کے طفیل

بر جانِ پاکِ ہر چہل فضلِ تو دائما!

ان چالیس پاک نفوس پر اپنا فضل و کرم ہمیشہ نازل فرما

درویشِ دَلق پوش را، با چشمِ کم مبیں

گودڑی پہنے ہوئے درویش کو نظر استخفاف سے مت دیکھ

دارد متاعِ سرمدی، ہر بے نوائے ما

ہمارا ہر کمزور و بے کس آدمی بھی ہمیشہ رہنے والی دولت سے مالا مال ہے

جان و روانِ ما، پئے اِسلام، وقف شُد

ہمارا دل و جان اسلام کے لئے وقف ہے

دردا، کہ تو ندانیا، صِدق و صفائے ما

وائے افسوس کہ تجھے ہمارے صدق و اخلاص کا علم نہیں

مائیم و فصلِ ایزدی را انتظار ہا

ہم اسی حال میں ہیں اور خدائی فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں

عرشِ بریں گُزر گہِ عجز و بُکائے ما

ہماری گریہ زاری اور آہ و پکار عرشِ بریں تک پہنچ رہی ہے

دشت و جَبَل بلَرزَدْ و، گریاں شَوَد فلک

صحرا اور پہاڑ لرزتے ہیں اور آسمان روتا ہے

مُمکِن کُند، مُحال را، پَیہم دُعائے ما

ہماری مسلسل دعا ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتی ہے

بِشْنَو کہِ، دَورِ غلبۂ اِسلام شُد قریب

سن لے کہ اسلام کے غلبہ کا زمانہ قریب آ گیا ہے

پِنہاں، قضائے آسماں، اندر صلائے ما

ہماری پکار کے اندر آسمانی فیصلہ پوشیدہ ہے

عُمَرت دراز باد، تا بِنی کہِ در جہاں

تیری عمر لمبی ہو تاکہ تو دیکھ لے کہ دنیا جہاں میں

صد محشرے بپا شَوَد، از کرّنائے ما

ہمارے بگل (صور) کی آواز سے سینکڑوں محشر برپا (ہوکر مردے زندہ) ہوجائیں گے

بُوجہلؔ و بُولَہبؔ شَوَد بے نام و بے نشاں

ابوجہل اور ابولہب کا نام و نشان مٹ جاتا ہے

غافِل مَشَو، زِ سُنّتِ رَبُّ الورائے ما

تو ہمارے پروردگارِ عالم کی اس سنت سے غافل مت ہو

مال و منال و جان و تن، قُربانِ مصطفےٰؐ

مال و اسباب اور جسم و جان (اپنے آقا) حضرت محمد مصطفےٰؐ پر قربان ہیں

بدرؔ و حُنینؔ زِندہ و غالِب خُدائے ما

ہمارا خدا غالب اور (تائید و نصرت کے نظاروں بھرے) بدر و حنین اب بھی زندہ ہیں

گیہانِ نا شناس را، یا رب ہدایتے!

اے پروردگار ناشناس جہان کو ہدایت نصیب فرما

در بارگاہِ تُست، ہمیں اِلتجائے ما

تیری بارگاہ میں ہماری یہی التجا ہے

دُنیا و دِینِ ما، ہمہ عِشقِ محمدیؐ

حضرت محمد مصطفیٰ صل اللہ علیہ وسلم سے تعلقِ عشق رکھنا ہی ہماری تمام تر دنیا اور دین ہے

وِیں نغمہ، مے تَرَاوَد، از ارض و سمائے ما

اور ہماری زمین اور ہمارے آسمان سے یہی نغمہ ٹپکتا ہے

”جان و دِلَم فدائے جمالِ محمدؐ است“

میری جان و دل حضرت محمد مصطفے صل اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں

”خاکم، نثارِ کُوچۂ آلِ محمدؐ است“

اور میری خاک ال محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے

☆☆☆☆☆

(جاری ہے۔باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ کینیڈا کی مجلس شوریٰ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کی سینتیسویں مجلس شوریٰ مورخہ 25-27 اپریل 2014ء بروز ہفتہ و اتوار مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں منعقد ہوگی۔انشاءاللہ

مجلس شوریٰ میں کینیڈا کی جماعتوں سے منتخب نمائندے جماعت احمدیہ کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس پروقار مجلس میں پیش کی گئی تجاویز پر صائب مشورے دیتے ہیں۔اور شوریٰ میں منظور شدہ تجاویز کو حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مجلس شوریٰ کے نمائندوں کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت خواہشات، توقعات اور ارشادات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس مجلس شوریٰ کے نیک اور بابرکت نتائج ظاہر فرمائے۔نمائندگان شوریٰ کو اس میں اعلیٰ اور صائب مشورہ جات دینے کی توفیق دے۔ جملہ منتظمین اور خدمت کرنے والے رضا کاروں کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔آمین۔

رحمت کے بغیر عقل کے بندھن

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

آنحضرت ﷺ ایک ہی نبی ہیں جن کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ورنہ دنیا کی تمام کتب کا آپ مطالعہ کرلیں کہیں بھی نبی کو رحمۃ للعالمین قرار نہیں دیا۔قوموں کے لئے رحمت تو پیدا ہوئے لیکن عالمین کے لئے ایک ہی نبی تھا جسے رحمت کا مظہر بنا کر بھیجا گیا اور رحمت ہے جس کو شوریٰ کی بنا بنایا گیا ہے۔شوریٰ کی بنا قرار دیا گیا ہے۔اگر رحمت کے بغیر محض عقل کے بندھن قوم کو باندھے ہوئے ہوں تو ان مشوروں میں سچا تقویٰ اور دیانت پیدا ہو ہی نہیں سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مارچ 1996ء)

”کبھی وہ خاک بن کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے“

مکرم انصر رضا صاحب، مشنری وان جماعت کینیڈا

احمدیہ مسلم جماعت کی صداقت کے جہاں بے شمار علمی دلائل موجود ہیں وہاں روز بروز ظاہر ہونے والے ایسے نشانات بھی مشاہدات وتجربات میں آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اس جماعت کے لئے تائید ونصرت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کرتے ہیں۔اس خاکسار کے ساتھ بھی متعدد ایسے واقعات ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمدیہ مسلم جماعت کی صداقت کی فعلی شہادتیں ہیں۔ ان میں سے خاکسار ایک واقعہ پیش کرتا ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کے ایک مصرعہ کے عین مطابق ہے جسے اس مضمون کے عنوان کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

اسّی کی دہائی کے وسط میں ہم لوگ لاہور میں اپنا آبائی گھر فروخت کرکے ایک دوسرے علاقے میں منتقل ہوئے۔نو دس گھروں پر مشتمل ایک مختصر سے محلّہ میں پہلے سے آباد لوگوں سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات قائم ہو گئے اور یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ تا آنکہ خاکسار نے اپنے گھر کی دوسری منزل تعمیر کروانے کے بعد اپنے کمرے میں ذاتی لائبریری کے لئے دیوار گیر بک شیلف بنوانے کے لئے لکڑی کے کام کے ایک ماہر کاریگر کی خدمات حاصل کیں۔اس نے بڑی محنت سے سارا کام کیا۔بک شیلف بننے کے بعد خاکسار نے اس میں اپنی کتابیں سجا دیں جن میں ظاہر ہے کہ احمدیہ لٹریچر بھی شامل تھا۔اس دوران وہ شخص خاکسار کے کمرے اور گھر میں دوسرا کام بھی کرتا رہا۔اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظر کتابوں پر بھی پڑتی رہی ہوگی لیکن اس نے کسی ردّعمل کا اظہار نہیں کیا۔چند محلّہ داروں نے خاکسار کے گھر آکر جب اس کا کام مشاہدہ کیا تو متاثر ہو کر اسے اپنے ہاں بھی کام کرنے کو کہا۔ان محلّہ داروں کے ہاں کام کے دوران اس شخص نے انہیں بتایا کہ خاکسار احمدی ہے۔جس کے بعد محلّہ میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں اور خاکسار کے خلاف کارروائی اور بائیکاٹ کی باتیں شروع ہو گئیں۔۔چند شریف لوگوں نے باقیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے انہیں ایسے کاموں سے منع کیا کہ یہ لوگ بہت اچھے ہیں اور ایک عرصہ سے ہمارے ان سے اچھے تعلقات ہیں لہٰذا مذہب کو بیچ میں نہیں لانا چاہئے۔اس پر کچھ لوگ تو خاموش رہے لیکن تین گھرانوں کے سربراہان نے مخالفت جاری رکھنے پر اصرار کیا اور بائیکاٹ کا فیصلہ کرتے ہوئے خاکسار سے سماجی تعلقات ختم کرنے کا اظہار کیا۔

اپنے گھروں میں مختلف تقریبات یا عام طور پر خواتین کے ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے اور کھانے پینے کی اشیاء کے تبادلے بند کرنے کے بعد ان لوگوں نے محلے میں مختلف گھروں میں کام کرنے والے ایک مسیحی جوڑے کو خاکسار کے گھر کام کرنے سے منع کیا لیکن انہوں نے انہیں منہ توڑ جواب دیا کہ پورے محلّہ میں ان سے سب سے زیادہ حسن سلوک اس احمدی گھر میں ہی ہوتا ہے جبکہ ان تین شدید مخالفین میں سے دو گھروں کے سربراہ اس مسیحی شخص کے پرمٹ پر اس سے شراب منگواتے ہیں۔یہ بات اس مسیحی جوڑے نے ہمیں خود بتائی۔محلّہ میں ایک نوجوان شریف النفس قاری صاحب آیا کرتے تھے جو بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔خاکسار نے بھی اپنے بچوں کے لئے ان کی خدمات حاصل کیں۔مخالفین نے انہیں بھی منع کیا کہ وہ خاکسار کے بچوں کو قرآن نہ پڑھایا کریں کیونکہ یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور ان کا قرآن بھی مختلف ہے۔لیکن اس شریف النفس شخص نے انہیں جواب دیا کہ اول تو میں انہیں وہی قرآن پڑھاتا ہوں جو تم سب کے بچوں کو پڑھاتا ہوں۔دوم یہ کہ میرے ساتھ سب سے اچھا سلوک اس گھر میں ہوتا ہے۔لہٰذا میں تو ان کے بچوں کو قرآن پڑھاتا رہوں گا۔ یہ تمام باتیں بھی خود قاری صاحب نے خاکسار کو بتائیں۔اس کے بعد ان تین میں سے ایک گھر کا سربراہ کچھ زیادہ ہی بدزبانی اور مخالفت پر اتر آیا۔چند ماہ بعد اس کے بیٹے کی شادی تھی۔اس نے علی الاعلان سب کے سامنے کہا کہ میں چوہڑوں کو تو اپنے بیٹے کی شادی میں بلا سکتا ہوں لیکن ان مرزائیوں کو کبھی مدعو نہیں کروں گا۔چنانچہ خاکسار کے گھرانہ کے علاوہ پورا محلّہ اس شادی میں گیا۔

اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا انتقام شروع ہوا۔سب سے پہلے ان تین گھرانوں میں سے ایک نسبتاً کم مخالف کی بیوی اچانک بیمار ہوئی اور پھر اچانک ہی فوت بھی ہو گئی۔اس کے چند ماہ بعد ہی دوسرے گھر کی خاتون بھی کم عمر بچوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی۔اس طرح دو گھرانوں کا گھریلو شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔اب دونوں گھروں کے سربراہ گلی میں کرسیاں ڈال کر بیٹھے رہتے اور ایک دوسرے کا غم غلط کرنے کی کوششیں کرتے۔یہی وہ دونوں افراد تھے جو ہمارے مسیحی ملازم سے شراب منگوا کر پیا کرتے تھے۔چند ماہ بعد ان میں سے ایک کینسر کا شکار ہو کر فوت ہو گیا اور اب سنا ہے کہ وہ ایک شخص اکیلا ہی بیٹھا رہتا ہے۔اس کے بچے بھی اس کے پاس نہیں رہتے۔ اب اس کے بعد تیسرے شدید مخالف کی باری آئی۔ایک روز خاکسار کام سے واپس آیا تو گلی کی نکڑ پر چند لوگ کھڑے تھے۔خاکسار کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ شخص جس نے ہمارا کھلم کھلا بائیکاٹ کیا تھا محلّہ کے چند دس بارہ سال کے لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتا ہوا پکڑا گیا ہے۔اس پر اس کی جو ذلّت ہوئی وہ ظاہر ہے۔وہ اپنے بیوی بچوں کے پاؤں پکڑ کر معافیاں مانگتا رہا اور محلّہ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے ہوئے گھر میں قید ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد دل کی بیماری سے مر گیا۔اس کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹا آوارگی کا شکار ہو گیا۔

اس کے بعد خاکسار اپنے گھرانہ سمیت کینیڈا منتقل ہو گیا لیکن اس سابقہ محلّہ کے شریف گھرانوں سے رابطہ پر معلوم ہوتا رہتا ہے کہ اب وہاں ایک اجاڑ کی سی کیفیت ہے اور وہ محبت اور بھائی چارہ جو کبھی ہوا کرتا تھا بالکل مفقود ہے۔یہ چند شریف گھرانے ہمارے اس دور کو ابھی بھی یاد کرکے موجودہ حالات پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔دشمنوں کے سر پر خاک پڑنے کا یہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کا ایک روشن نشان بنا جس نے خاکسار اور اس کے بیوی بچوں کے علاوہ خاکسار کے ذریعہ بیعت کرنے والے والدین کے ایمان کو بھی پختگی بخشی۔میرے والد صاحب مرحوم تازندگی اور والدہ صاحبہ (اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!) اب تک ان واقعات کو یاد کرکے احمدیت کی صداقت پر گواہی دیتی ہیں۔”ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی فسبحان الذی اخزی الاعادی“

دارالقضاء کینیڈا

منظوری ممبران قضا بورڈ و قاضیان اول دارالقضاء کینیڈا 2016-2014ء

مکرم ڈاکٹر عبدالماجد حامد صاحب، ناظم دارالقضاء کینیڈا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت یکم جنوری 2014ء تا 31 دسمبر 2016ء کے لئے دارالقضاء کینیڈا کے درج ذیل عہدیداروں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان عہدیداروں کو حضور انور کے احکامات اور ہدایات کے مطابق اپنے فرائض منصبی احسن رنگ میں ادا کرنے کی اور انہیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدر قضاء بورڈ کینیڈا	مکرم ایاز احمد ایاز صاحب
ناظم دارالقضاء کینیڈا	مکرم ڈاکٹر عبدالماجد حامد صاحب

ممبران قضاء بورڈ کینیڈا

1- مکرم سید محمد احمد صاحب
2- مکرم لئیق احمد خورشید صاحب
3- مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب
4- مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب
5- مکرم پروفیسر مبشر احمد لطیف صاحب
6- مکرم عبدالحمید عبدالرحمٰن صاحب

قاضی صاحبان اول

1- مکرم ڈاکٹر ساجد احمد صاحب (جی ٹی اے)
2- مکرم نوید احمد صاحب (جی ٹی اے)
3- مکرم منصور احمد مرزا صاحب (جی ٹی اے)
4- مکرم محمود احمد بی ٹی صاحب (جی ٹی اے)
5- مکرم اعظم شیر خان صاحب (جی ٹی اے)
6- مکرم محمد محسن چوہان صاحب (جی ٹی اے)
7- مکرم محمد ہارون صاحب (جی ٹی اے)
8- مکرم عرفان احمد قاضی صاحب (جی ٹی اے)
9- مکرم حمید احمد چوہدری صاحب (جی ٹی اے)
10- مکرم عبدالرب خان صاحب (جی ٹی اے)
11- مکرم ونگ کمانڈر (ر) مجتبیٰ احمد مرزا صاحب (جی ٹی اے)
12- مکرم حبیب الرحمٰن صاحب (جی ٹی اے)
13- مکرم حمید احمد سید صاحب (جی ٹی اے)
14- مکرم ارشد محمود صاحب (جی ٹی اے)
15- مکرم بشیر محمود چیمہ صاحب (بیری)
16- مکرم کرنل (ر) عبدالکریم ڈوگر صاحب (بیری)
17- مکرم کمال الدین حبیب صاحب (آٹوا)
18- مکرم اسامہ سعید صاحب (مانٹریال)
19- مکرم اقبال احمد صاحب (کیلگری)
20- مکرم چوہدری ولایت خان صاحب (کیلگری)
21- مکرم ممتاز احمد ورک صاحب (کیلگری)
22- مکرم مبارک علی طاہر صاحب (وینکوور)
23- مکرم سلیمان احمد ہاشمی صاحب (وینکوور)
24- مکرم عامر خالد مسعود صاحب (وینکوور)
25- مکرم ڈاکٹر سید محمد شہاب احمد صاحب (ایڈمنٹن)
26- مکرم انور احمد شمیم صاحب (وٹبی)

آپ کے بغیر

رہتی ہے سدا آنکھ یہ نم آپ کے بغیر
لگتا ہے نکل جائے گا دم آپ کے بغیر

گزرے گی کیسے زندگی ہجر و فراق میں
کٹتے نہیں دن رات صنم آپ کے بغیر

بس اپنی ہی بانھوں میں لپٹ کر پڑے رہے
ملتے رہے خود سے گلے ہم آپ کے بغیر

ہو جائے وصلِ یار تو دُکھ دُکھ نہیں دِکھتے
لگتے ہیں ہمالہ وہی غم آپ کے بغیر

فرصت ملے تو پوچھ کبھی اُن کا حال بھی
بنتے رہے جو مشقِ ستم آپ کے بغیر

گو تلخ ہی سہی مگر دلکش بھی بہت ہے
تاریخ کی جو ہم نے رقم آپ کے بغیر

کوئی مجھے کافر کہے، کوئی کہے بے دیں
جانے نہ کوئی میرا دھرم آپ کے بغیر

دو چار گھونٹ خود ہی پلا دیں کہ نشہ ہو
پھیکا لگے ہے ساغرِ جَم آپ کے بغیر

یہ دل کسی کی یاد میں تڑپا نہیں کبھی
عہدِ وفا کی ہم کو قسم آپ کے بغیر

ہے تلخ بہت تجھ سے محبت کا جرم بھی
اب کون کرے گا اُسے کم آپ کے بغیر

خود ڈھونڈتا ہو جو میری بخشش کے بہانے
کرتا ہے کون اتنا کرم آپ کے بغیر

ساجدؔ کی خطاؤں سے بھی کچھ صرفِ نظر ہو
ٹوٹے نہ کہیں اُس کا بھرم آپ کے بغیر

(مکرم قریشی داؤد احمد ساجدؔ صاحب)

جماعت احمدیہ کینیڈا کی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں

رپورٹ جلسہ مصلح موعودؓ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 20 فروری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام میں پیس ویلج اور وان امارات کا مشترکہ جلسہ مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد ساڑھے چھ بجے محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی صدارت میں ہوا۔

سب سے پہلے عزیزم عظیم چیمہ صاحب نے تلاوتِ قرآنِ کریم کی اور عزیزم عدنان مرزا صاحب نے انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ جس کے بعد عزیزم صہیب احمد صاحب نے اردو ترجمہ پیش کیا۔

محترم امیر صاحب کا مختصر افتتاحی خطاب

تلاوت اور ترجموں کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی کلمات پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کی غرض وغایت کیا ہے۔ اور یہ رسمی طور پر سالگرہ منانے سے کس طرح مختلف ہے۔

منظوم کلام

افتتاحی خطاب کے بعد مکرمہ فائزہ احمد صاحبہ نے نظم پیش کی اور مکرمہ مائرہ احمد صاحبہ نے ان اشعار کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

پیش گوئی مصلح موعود

بعد ازاں مکرم منصور ملک صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود اردو میں زبانی پڑھ کر سنائی۔ پھر مکرمہ دانیہ باجوہ صاحبہ نے پیشگوئی کا انگریزی ترجمہ زبانی پڑھ کر سنایا۔

پہلی تقریر

اس کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر مولانا فاران ربانی صاحب نے پیش کی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا پیشگوئی مصلح موعود کے حقیقی دعوے دار۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ کس طرح یہ پیشگوئی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی ذات میں پوری ہوئی۔ نیز آپ پر ہونے والے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ بہت سی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔

دوسری و آخری تقریر

اس کے بعد پروگرام کی آخری تقریر مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے پیش کی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا حضرت مصلح موعود بطور نوجوان لیڈر۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بعض ذاتی واقعات بیان کئے جو حضرت مصلح موعود سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس جگہ کا بھی ذکر کیا جہاں حضرت مصلح موعودؓ نے دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ نیز یہ بھی بیان کیا کہ آپ اپنی آخری عمر تک جماعت کی احسن رنگ رہنمائی فرماتے رہے۔

مقابلہ زبانی پیش گوئی

پروگرام کے اختتام پر پیشگوئی مصلح موعود کو زبانی یاد کرنے والے 18 مردوں اور 75 خواتین کو انعامات دیئے گئے۔

دعا

تقریباً سوا آٹھ بجے اختتامی دعا کے ساتھ پروگرام ختم کیا گیا۔ اس کے بعد نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔

(مکرم مولانا فرحان اقبال صاحب مشنری پیس ویلج امارت)

☆☆☆☆☆

روس میں گولڈ میڈل آئس ہاکی سوچی میچ کھیلتے ہوئے جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز مسجد بیت الاسلام کے ایوان طاہر کے مناظر کی جھلکیاں بیشتر ممالک میں دیکھی گئیں

آئس ہاکی کینیڈا میں بہت مقبول ہے اور کینیڈا نے اس کھیل میں بہترین ٹیمیں اور ورلڈ کلاس کھلاڑی پیدا کئے ہیں۔

2014ء میں سوچی، روس میں ہونے والے ونٹر اولمپکس (Winter Olympics) میں کینیڈا کی مردوں کی آئس ہاکی ٹیم فائنل میں پہنچی۔ اس سے قبل خواتین کی آئس ہاکی ٹیم فائنل جیت چکی تھی۔ کینیڈینز میں آئس ہاکی سے خصوصی لگاؤ کی وجہ سے ایک گرمجوشی پائی جاتی تھی۔

اولمپکس کے یہ مقابلے CBC (کینیڈین براڈکاسٹ کارپوریشن) نے براہ راست نشر کئے۔ فائنل مقابلہ میں وہ کینیڈا میں مختلف جگہوں پر اجتماعی طور پر دیکھے جانے والے مقامات کی جھلکیاں بھی ساتھ ساتھ نشر کرتے ہیں۔

23 فروری 2014ء کو صبح نماز فجر کے بعد جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز ایوان طاہر میں بھی یہ فائنل مقابلہ بڑی سکرین پر احباب جماعت خصوصاً نوجوانوں کو براہ راست دکھانے کا انتظام کیا گیا۔ اسی طرح احمدی خواتین کی درخواست پر ملٹی پرپز ہال میں ان کے لئے یہ میچ دکھانے کا انتظام کیا گیا۔ CBC نے ایوان طاہر سے (مردوں کے حصہ سے) بھی براہ راست کوریج کا انتظام کیا۔

خدام واطفال کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ وان کے مقامی کونسلر نے بھی ایوان طاہر میں یہ میچ دیکھا۔

سی بی سی نے مسجد بیت الاسلام میں نماز فجر باجماعت، کینیڈا کی آئس ہاکی کے لئے دعا اور ناشتہ بھی ایوان طاہر سے براہ راست دکھایا۔ مختلف انٹرویوز دکھائے گئے۔ چینل نے مختلف نیوز بلیٹن اور پروگراموں میں 15 مرتبہ براہ راست اور بعد میں ایوان طاہر کی یہ جھلکیاں نشر کیں۔ جب کہ ایوان طاہر میں موجود چینل کے رپورٹر نے احمدیوں کے جذبات کی ترجمانی میں آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ ''حب الوطن من الایمان''، انشاءاللہ وغیرہ کے الفاظ بھی دہرائے۔

کھیل کے دوران ٹورانٹو کے تین مختلف مقامات سے یہ میچ دیکھتے ہوئے لوگ براہ راست دکھائے گئے۔ ایوان طاہر سے یہ

جھلکیاں براہ راست نشر کی گئیں جن پر درج تھا '' احمدیہ مسجد، میپل اونٹاریو''۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں کی تعداد میں کینیڈینز نے یہ مناظر براہ راست دیکھے۔چینل کے اپنے اندازے کے مطابق ایک کروڑ پچاس لاکھ کے قریب لوگوں نے یہ مناظر دیکھے۔

مختلف افراد نے مختلف ذرائع سے جماعت سے رابطہ کر کے اس امر پر مسرت کا اظہار کیا۔جن میں ٹوئیٹر اور ای میلز وغیرہ شامل ہیں۔وان کے مقامی اخبار '' وان سیٹیزن '' نے بھی اس تقریب کو ایوان طاہر میں کور کیا۔

لبرل پارٹی کے لیڈر جسٹن ٹروڈو Hon. Justin Trudeau نے زبانی مبارک کا پیغام دیا۔مئیر آف وان His Worship Maurizio Bevilacqua نے ای میل پر اس امر پر مسرت کا اظہار کیا۔اسی طرح کینیڈا کے مختلف مقامات سے لوگوں نے از خود جماعت سے رابطہ کر کے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور بڑے اچھے الفاظ سے جماعت کے اس اقدام کی تعریف کی ہے۔

ایک خاتون نے لکھا ہے کہ '' میرے خیال میں تو کلبوں اور بار میں لوگ ایسے میچ دیکھنے کے لئے جمع ہوتے تھے لیکن مسجد کے بارہ میں میرا یہ تصور نہیں تھا لیکن یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ آپ لوگ مسجد کے کمیونٹی ہال میں یہ میچ دیکھ رہے تھے۔یہ ماحول بہت دوستانہ لگا۔شکریہ کہ آپ نے یہ پروگرام پورے ملک کے ساتھ Share کیا ہے۔''

ایک نوجوان نے کیلگری سے لکھا کہ '' میں یہ میچ دیکھ رہا تھا۔ میں آپ کی کمیونٹی کی طرف سے کینیڈا کے لئے دکھائے گئے جذبہ اور اس میں شمولیت کی تعریف کرتا ہوں۔ہاکی کو عام طور پر کینیڈین مسلمانوں کا کھیل نہیں سمجھا جاتا۔یہ بات مسرت کا باعث ہے کہ ہاکی کینیڈینز کو قریب لا رہی ہے۔''

(رپورٹ: محمد آصف منہاس)

☆☆☆☆☆

احمدی تاجران اور پیشہ ور ماہرین کا ایک عشائیہ

طوفانی برف باری اور یخ بستہ سردی میں شعبہ صنعت و تجارت کینیڈا نے احمدی تاجروں اور پیشہ ور ماہرین کو سرگرم رکھنے کے لئے ایک ایسے تعارفی اور معلوماتی پروگرام کا اہتمام کیا جس کے ذریعہ باہم تعاون و ترقی کی راہیں نکالی جاسکتی ہیں۔

یکم مارچ 2014ء کی شام جب درجہ حرارت منفی 15 ڈگری تھا سکاربرو میں واقع چاندنی گرینڈ بنکوئٹ ہال کو تقریب کی مناسبت سے سجانے میں خدام الاحمدیہ کے رضاکار پیش پیش رہے۔ رجسٹریشن ڈیسک ،صدارتی کرسیاں ، بڑی ویڈیو سکرین اور پراجیکٹر غرض تمام انتظامات خوبصورتی سے کئے گئے تھے۔

شدید سردی کے باوجود حاضری نہایت خوش کن تھی اور وقت مقررہ کے مطابق رجسٹریشن ڈیسک پر لوگوں کا ہجوم دیکھنے میں آیا۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد ساڑھے سات بجے مکرم حافظ عطاء الواہاب صاحب نے سورۃ الانعام کی آیات 151-153 کی تلاوت سے کاروائی کا آغاز کیا۔ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم فرحان ملک صاحب نے پیش کیا۔

تعارفی کلمات اور خوش آمدید

مکرم سلمان بشیر صاحب، مہتمم تجارت مجلس خدام الاحمدیہ کے تعارفی کلمات کے بعد نیشنل سیکرٹری صنعت و تجارت مکرم عبدالحلیم طیب صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور احمدی تاجران اور ہنرمندوں میں باہم رابطے کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اپنے تمام کاموں میں احمدیت کا رنگ نمایاں نظر آنا چاہئے اور دیانتداری، اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سُنت پر عمل پیرا ہوں، نئے آنے والوں سے احترام اور ہمدردی کا برتاؤ کریں اور حضور انور کے خطبات کی روشنی میں ہر میدان میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو قائم کریں۔

تین معلوماتی خاکے

اس پروگرام میں تین معلوماتی خاکے پیش کئے گئے۔پہلے خاکے میں محترم محمود اشرف صاحب جو پیشے کے اعتبار سے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں نے نئے تجارتی اداروں کے آغاز سے ہی اکاؤنٹنگ کی اہمیت کا تذکرہ کیا اور قرانی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ لین دین کا ریکارڈ رکھنا کتنا ضروری ہے، حکومتی سطح پر کسی معاملے کا ریکارڈ نہ ہونے کی صورت میں کوئی بہانہ قبول نہیں کیا جاتا۔اور اس قسم کی غیر ذمہ داری کاروبار میں نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

دوسرے خاکے میں رائل بنک آف کینیڈا کے سنیئر اکاؤنٹس منیجر محترم خالد وڑائچ صاحب نے چھوٹے پیمانے پر کاروباری قرضہ جات کے حصول کو آسان بنانے کے طریقوں کی تفصیلات بیان کیں۔

تیسرے خاکے میں ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب چئیر مین ہیومینیٹی فرسٹ نے تجارتی دنیا میں نئے رجحانات اور تقاضوں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کاروبار کے آغاز سے پہلے صدقہ دینا کاروبار میں بے شمار برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔پھر آپ نے بتایا کہ آئندہ 40 سالوں میں جب دنیا کی آبادی دوگنی ہو جائے گی کاروباری تقاضے یکسر بدل چکے ہوں گے۔آج کل ٹیکنالوجی ہر لمحہ نئی منزلیں طے کر رہی ہے گلوبل مارکیٹ، گلوبل ویلیج، آرگینک اور صحت عامہ کی دیکھ بھال کی مصنوعات، فیشن ڈیزائننگ اور نئے کاروباری تقاضے ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ماہرانہ خدمات، کاروبار میں انفرادیت ،ون سٹاپ شاپ جیسی اصطلاحات عام ہیں۔

آخر میں آپ نے ہیومینیٹی فرسٹ کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ خیراتی اداروں کے ساتھ مل کر تجارت کا رجحان بھی آج کل عام ہو چکا ہے۔

خدام الاحمدیہ کی جانب سے عزیزم مزمل احمد اور شکیل ملک نے تجارت میں ٹیکنالوجی کے رول پر پاور پوائنٹ کی مدد سے ایک معلوماتی پروگرام پیش کیا۔

مکرم فیصل منہاس صاحب جو کینیڈا میں نئے وارد ہوئے ہیں، انہوں نے اپنی کامیابیوں کے بارہ میں بتایا اور نئے آنے والوں کو اپنے تجربات میں شریک کیا۔

محترم امیر صاحب کا اختتامی خطاب

تقریباً نو بجے محترم امیر صاحب نے اپنے مختصر اختتامی خطاب میں فرمایا کہ ہر میدان میں ہمارے کردار کی نمایاں خوبی جو اُبھر کر سامنے آنی چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں، ہماری کاروباری دیانت ، ہمارا لین دین، ہمارے اخلاقی تقاضے اس بات کے آئینہ دار ہونے چاہئیں کہ ہم اسلام کی تعلیمات پر کاربند ہیں ،ہمارا طرز عمل واضح طور پر عام لوگوں سے جدا ہونا چاہئے اور ہماری عادات واطوار تبلیغ کا ایک خاموش پیغام ہونے چاہئیں۔

اختتامی دعا کے بعد حاضرین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔دو سو سے زائد احباب اِس تقریب میں شامل ہوئے۔

(رپورٹ: محمد اکرم یوسف)

جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز بیت الاسلام میں گھانین وفد اور قونصلیٹ جنرل گھانا کے عملہ کی آمد

حال ہی میں گھانا کے قونصلیٹ جنرل، ٹورانٹو میں نئے قونصل جنرل کا تقرر ہوا ہے۔جماعت کا ایک وفد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی زیر قیادت 11 فروری 2014ء کو گھانین قونصلیٹ ٹورانٹو گیا۔قونصل جنرل صاحب نے جماعت کے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔اس موقع پر قونصل جنرل صاحب اوران کے سینئر سٹاف کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر گفت وشنید ہوئی۔

محترم امیر صاحب کینیڈا نے قونصل جنرل اور قونصلیٹ کے دوسرے ملازمین کو بیت الاسلام مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کی۔اور یہ طے پایا کہ 4مارچ 2014ء کو گھانین قونصلیٹ کے افراد بیت الاسلام مشن ہاؤس تشریف لائیں گے۔

اس دوران گھانا کے وفاقی وزیر برائے اراضی وقدرتی وسائل الحاج انوساہ فوسینی ایک اعلیٰ سطحی وفد کے ساتھ سرکاری دورہ پر کینیڈا آ گئے۔

چنانچہ محترم امیر صاحب کینیڈا نے قونصلیٹ جنرل کی وساطت سے وزیر موصوف کو بھی اپنے وفد کے ہمراہ مسجد بیت الاسلام تشریف لانے کی دعوت دی، جو انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔

4مارچ 2014ء کو وزیر موصوف ، چیف ایگزیکٹو گھانا چیمبر آف مائنز(Mines)، ڈائیریکٹر پالیسی پلاننگ گھانا ، قونصل جنرل اوران کا سٹاف بیت الاسلام مشن ہاؤس تشریف لائے۔ان کو مسجد اور ایوان طاہر کے دفاتر، جامعہ احمدیہ کینیڈا، لائبریری، بک سٹور وغیرہ دکھائے گئے۔

اس کے بعد ایوان طاہر میں ان کو عشائیہ پیش کیا گیا۔محترم آصف خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ کینیڈا نے اس تقریب میں میزبانی کے فرائض انجام دیے۔

محترم امیر صاحب کینیڈا نے وفد کے اراکین کو استقبالیہ کلمات پیش کئے اور وفد کو خوش آمدید کہا۔

مکرم مولانا مبارک نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے افریقہ میں گزرے عرصہ کی یاد تازہ کی اور بتایا کہ میرے والد مرحوم حضرت الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی کی افریقہ میں ہی تدفین ہوئی۔

اسی طرح مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب چیئر مین ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا نے مختصراً ہیومینیٹی فرسٹ کی افریقہ میں خدمات کا ذکر کیا۔

قونصل جنرل صاحب اور وزیر موصوف نے بھی مختصر کلمات میں جماعت احمدیہ کی گھانا میں خدمات کی تعریف کی اور جماعت سے ایک مضبوط تعلق اور اس کے فلاحی کاموں کو خوب سراہا۔انہوں نے جماعت کینیڈا کے اس والہانہ استقبال پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

محترم امیر صاحب نے وفد کے تمام اراکین کو تحائف پیش کئے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے، یورپین پارلیمنٹ، پارلیمنٹ ہل اور بین المذاہب کانفرنس لندن کے خطابات کی ویڈیو اور World Crises سے متعلق خطابات کی کتاب شامل تھی۔

گھانین وفد میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے:

1) Honourable Alhaji Inusah Fuseini

Minister for Land and Natural Resources, Ghana

2) Dr. Toni Aubynn

Chief Executive Ghana Chamber of Mines

3) Mr. Joseph Aboagye

Director Policy Planning, Monitoring & Evaluation Minerals Commission of Ghana

4) Mr. Joseph Annim - Consul General in Toronto

5) Ms. Maame Esi E. Austin - Consular

6) Mrs. Marilyn Abena Kootin-Sanwu - Vice Consul/1st Secratary - Administration

7) Mr. Charles Aguadze

Vice Consul/3rd Secratary - Consular

8) Mr. John Nyarkotey - Attache/ Counsular Assistant

9) Mrs. Anna Aidoo, Consul Assistant

(رپورٹ: محمد آصف منہاس)

غزل

ہر کوئی دل کی ہتھیلی پہ ہے صحرا رکھے
کس کو سیراب کرے کس کو پیاسا رکھے

عمر بھر کون نبھاتا ہے تعلق اتنا
اے مری جان کے دشمن تجھے اللہ رکھے

ہم کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام ترا
کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سا رکھے

دل بھی پاگل ہے کہ اس شخص سے وابستہ ہے
جو کسی اور کا ہونے دے نہ اپنا رکھے

ہنس نہ اتنا بھی فقیروں کے اکیلے پن پہ
جا! خدا میری طرح تجھ کو بھی تنہا رکھے

یہ قناعت ہے اطاعت ہے کہ چاہت ہے فراز
ہم تو راضی ہیں وہ جس حال میں جیسا رکھے

(احمد فراز)

درد کا رقبہ بہت زرخیز ہے

ڈالروں کی دوڑ اتنی تیز ہے
خالی خالی ناشتے کی میز ہے

لہلہائیں اشک کی فصلیں بہت
درد کا رقبہ بہت زرخیز ہے

وصل کی اپنی جگہ خوشبو، مگر
ہجر کا موسم قیامت خیز ہے

ہر مزارع کو سمجھتا ہے غلام
ہر وڈیرہ فطرتاً انگریز ہے

مسکراہٹ میں چھپی ہیں رنجشیں
اس کا غصہ بھی تو معنی خیز ہے

جب کھلے گی تو قیامت ڈھائے گی
یہ کلی غم کی ابھی نوخیز ہے

سانحہ نو کا متحمل نہیں
غم کا پیالہ صبر سے لبریز ہے

اس کا چپ رہنا بھی قدسی ہے غضب
گفتگو بھی اس کی دلآویز ہے

(عبدالکریم قدسی)

لا اله الا الله محمد رسول الله
AHMADIYYA
MUSLIM JAMA'AT

لا اله الا الله محمد رسول الله
AHMADIYYA
MUSLIM JAMA'AT
Toronto, Canada

JALSA MUSLEH MAU'UD DAY
(February 20th)
جلسہ یوم مصلح موعود

EXIT

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

ولادتیں

☆ مرزا فہد بیگ

30 جنوری 2014ء کو مکرم مرزا ابراہیم بیگ صاحب اور مکرمہ عائشہ ابراہیم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹے سے نوازا ہے۔ عزیزم کا نام ''مرزا فہد بیگ'' تجویز ہوا ہے۔

نومولود مکرم مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس کا پوتا اور مکرم میاں محمد شفیع صاحب گلبرگ لاہور کا نواسہ ہے۔

☆ شاہان احمد، شیزا احمد

12 فروری 2014ء کو مکرم وقار احمد صاحب اور مکرمہ عطیہ وقار صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دو جڑواں بچوں (بیٹا اور بیٹی) سے نوازا ہے۔ لڑکے کا نام ''شاہان احمد'' اور لڑکی کا نام ''شیزا احمد'' تجویز ہوا ہے۔ عزیزم شاہان اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو سکیم میں شامل ہے۔

یہ بچے مکرم چوہدری شریف احمد صاحب کلو پیس ولیج ویسٹ کے پوتے اور پوتی ہیں اور مکرم چوہدری عبدالستار صاحب چک 354 ج ب قادر آباد (گوجرہ) کے نواسہ اور نواسی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و سلامتی والی لمبی عمریں عطا فرمائے، نیک خادمِ دین بنائے اور اپنے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنائے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرمہ صفیہ اسلام صاحبہ

3 مارچ 2014ء کو مکرمہ صفیہ اسلام صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم صاحب حلقہ ایری ولیج 68 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 4 مارچ 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

5 مارچ 2014ء کو نیشول قبرستان میں تدفین کے بعد محترم امیر نے ہی دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر محمد اسلم صاحب سیالکوٹ کے علاوہ دو بیٹے مکرم عمران مغل صاحب (Belgium) اور مکرم ارسلان مغل صاحب جرمنی اور تین بیٹیاں مکرمہ صائمہ فہیم صاحبہ اہلیہ مکرم فہیم شیخ صاحب ایری ولیج حلقہ، مکرمہ سحرش منان صاحبہ اور مکرمہ تہمینہ صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرمہ صادقہ کوثر صاحبہ

5 مارچ 2014ء کو مکرمہ صادقہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم شریف احمد جاوید صاحب حلقہ بریمپٹن کیلیڈن 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے 7 مارچ 2014ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

7 مارچ 2014ء نماز جنازہ کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم شریف احمد جاوید صاحب کے علاوہ ایک بیٹا مکرم خرم شہزاد صاحب اور دو بیٹیاں مکرمہ شائلہ جاوید صاحبہ اور مکرمہ لبنیٰ نورین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد افضل صاحب بریمپٹن کیلیڈن حلقہ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرمہ نعیمہ اختر صاحبہ

7 مارچ 2014ء کو مکرمہ نعیمہ اختر صاحبہ پیس ولیج ویسٹ حلقہ 62 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 10 مارچ 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

11 مارچ 2014ء کو نیشول قبرستان میں تدفین کے بعد محترم امیر صاحب نے ہی دعا کروائی۔

مرحومہ ایک سال سے عائشہ اکیڈیمی کے ہاسٹل کی وارڈن کے طور پر خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم عمر ظہور صاحب، مکرم عاصم رزاق صاحب اور عابد ظہور صاحب پاکستان اور ایک بیٹی مکرم قانتہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم فرقان احمد صاحب پیس ولیج ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 28 فروری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم چوہدری عبدالوحید خان صاحب

7 فروری 2014ء کو مکرم چوہدری عبدالوحید خان صاحب لاہور میں 92 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

مرحوم کی نماز جنازہ مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں 9 فروری 2014ء کو ادا کی گئی اور اُسی دن نماز عصر کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کی حفاظت خاص کی خدمت بجالانے کا موقع ملا۔

مرحوم، مکرمہ بشریٰ سیال صاحبہ پیس ولیج سنٹر ایسٹ کے والد محترم تھے۔

☆ مکرم چوہدری بشیر احمد ملہی صاحب

27 فروری 2014ء کو مکرم چوہدری بشیر احمد ملہی صاحب نارووال میں 100 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم ناصر احمد ملہی صاحب پیس ولیج کے والد محترم تھے۔

احباب سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔